الرحمن علم القرآن خلق الانسان علمه

البیان

لفصاحة القرآن

هذا بیان للناس وهدی وموعظة للمتقین

قد طبع هذا الکتاب بعون الله الوهاب باهتمام محمد عبد الواحد غفر له الله [illegible]

فی المطبع الانتظامی فی بلدة کانفور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امّا بعد

کتاب سنین اسلام مؤلفہ ڈاکٹر لیٹنر مین بضمن حالات عرب لکھا ہی کہ شروع اسلام او راس سے سو برس پہلے انمین ایک فخر اور بھی تھا یعنی فصاحت و بلاغت چنانچہ اسمین اُنھون نے اس قدر اقتدار بہم پونہچایا تھا کہ ایک فصیح صاحب تقریر جماعت کثیر کو صرف اپنے قدرت کلام سے جس ارادے سے چاہتا تھا روک لیتا تھا اور جدھر چاہتا جھونک دیتا تھا یہ کمال اس مرتبے پر پونہچا تھا کہ فصاحت قرآن کے لیے معجزہ ٹھہرے کلام کا اثر یہان تک بڑھ گیا تھا کہ اِنَّ مِنَ الْبَیَانِ لَسِحْرًا یہ جوہر انکا ذاتی تھا کہ اشرف خاندانون کے بچّے لطف زبان مثل طوطی اور ہزار داستان کے ساتھ لیکر پیدا ہوتے تھے جب معرکۂ جنگ مین رجزخوانی[سلہ] سے شجاعت کے جوش و خروش مین آجاتے تھے تو مخالفون کے جی چھوٹ جاتے تھے جب اپنے کشتون کی لاش پر نوحہ کرتے تھے تو سننے والون کے آنسو نکل پڑتے ۔ گل و بلبل کی سی عبارت آرائی تو جانتے نتھے جنگل کے صحرائی اور پہاڑون کے شکاری تھے مگر زبان مین خدا نے وہ زور دیا تھا کہ جب اپنے ارادے پر کمر باندھکر قبیلے مین کھڑے ہوجاتے تو ہزارون کے دل ادھر سے اُدھر کر دیتے باوجود اسکے تکلیف اور آورد بالکل نتھی جو تھا اصل بیان اور صاف زبان تھی ایسے صاحب کمال خطیب کہلاتے تھے اور جس قبیلے مین ایسا کوئی شخص ہوتا تھا اسکے نام سے قبیلہ نامی گرامی تھا جبل عرفات کے نیچے مکّے کے پاس عکاظ ایک مقام کا نام ہی وہان ہر سوین دن بازار لگتا تھا جہد

سلہ اشعاریکہ بہادران در معرکہا و جنگہا در مقام مفاخرت از مردانگی و شرافت قوم خود میخوانند رجزنامند

کو س کے لوگ خرید و فروخت کی چیزین لا کر ہزارون کے لین دین کرتے تھے مگر حق پوچھو تو اصل فائدہ اس مین
یہی تھا کہ ایک قبیلہ بلکہ ایک گھر کی ادنی برائی یا بھلائی اس مجمع مین کھل کر فوراً تمام عربستان مین پھیل
جاتی تھی ہر ایک بات کے ڈھنگ بے تکلف اور سیدھے سادے تھے مگر نہایت پرتاثیر چنانچہ جسطرح یونان مین
کسی زمانے مین کشتی گیر اور شہسوار دنگل مین زور آزمائیان اور اسپ تازیان کیا کرتے تھے یہان شعرا طبع
آزمائیان کیا کرتے تھے تمام عرب کے بدوی لوگ اور ملک ملک کے مسافر جو آئے ہوئے ہوتے تھے بڑے
ذوق و شوق سے جمع ہو کر ایک میدان مین بخوش اسلوب بیٹھ جاتے تھے انہین سے ایک شخص کہ اپنا نام یا کام
یا مقام کچھ نہ بتاتا تھا دفعتاً اٹھ کھڑا ہوتا تھا اور حفظ اپنے اشعار پڑھنے شروع کر دیتا تھا بنیاد ان اشعار کی
بہادری جوش و خروش خونریزی فخر خاندانی رفاقت دوستانہ سخاوت مہمان نوازی نیکنامی دوامی فرحت
مقام دریاؤن کی روانی جنگلون کی ویرانی کوہستان وحشتناک خوشنما جزیرے سرسبز جنگل اور ٹیلے حیوانات
کی وحشت یا گھوڑون اور اونٹون کی تعریف یا عشق یا دل کی اداسی اور طبیعت کی پریشانی وغیرہ غرض
اسی قسم کے مضامین پر یہ لوگ اشعار پڑھتے تھے اور فقط کلام کا اثر ان انجان لوگون سے اپنے مصنف کو
ایسے بے لاگ صلے تحسین یا نفرین کے دلواتا تھا کہ تمام میلے مین ایک دھوم مچ جاتی تھی ڈلفی مین بھی تو
ایسی ہی عزت ملتی تھی یہان جو قصائد خلعت قبول پاتے تھے وہ ہرن یا بکری یا اونٹون کی جھلیون پر ابریشمی
کپڑون پر سنہرے نقش و نگار ہو کر کعبے کے دروازون پر آویزان ہوتے تھے اور مذہبیہ یا معلقہ
کہلاتے تھے صاحب قصیدہ کے لیے بڑا فخر ہوتا تھا اور سب قبیلون سے مبارکبادی کے خطوط آتے تھے
حق پوچھو تو وہ بازار خام رائے لینے کے لیے ایک جمہوری کونسل کا جلسہ تھا غرض کعبے کی برکت یا اس شاعری
کے بہانے سے اس صحرای وحشیانہ مین اس معاملۂ اتفاقی نے عجیب عجیب کام کیے ہمت اور شجاعت
عام پسند ہو گئی نسب دانی اور معلومات خاندانی سے بڑھ کر لوگ تاریخ دان ہو گئے خاص پسند باتین عام پسند
ہو گئین ان زبان آورون کا رعب و داب عزت و وقار سب پر چھانے لگا وحشی صحرائی مل بیٹھنے سے انسانیت
سیکھ گئے اور آپس کی کشاکشی بھی کم ہونے لگی پاکیزہ پاکیزہ الفاظ فصیح محاورے نمکین اصطلاحین اور قصے
اب جو لگے استعمال مین آنے لگے بے تکلف اور بے مبالغہ کلام مین گرمی اور زور تاثیر پیدا کرنے کا

شوق بوڑھے سے لیکر بچے تک عام ہوگیا اسی بازار کا سبب ہی کہ زبان عرب مین ... اور ... کے لیے وجہ تسمیہ ہین اور اُسی طرح ابتک مشہور ہین چھوٹی چھوٹی باتون کے قصے یہان تک کہ ایک بدوی عورت نے جو لفظ اپنے اونٹ کو پانی پلانے مین کہا وہ بھی مشہور ہو کر گھر گھر زبان زد ہوگیا جسکو ابتک ہر شخص جہان چاہتا ہی نظم و نثر مین کہاوت کی طرح بول جاتا ہی کہ یہ شہرت آج اخبارون مین اشتہار دینے سے بھی نصیب نہین ہوتی انتہی - اور جسٹس امیر علی صاحب اپنی کتاب ای کرٹکل اگزامنیشن آف دی لائف انڈ ٹیچنگس آف محمد مین لکھتے ہین - جزیرہ نمائے عرب کے باشندون کو فقط فن شعر اور فصاحت و بلاغت اور علم نجوم کا شوق تھا عقدہ[1] کے سالانہ جلسون مین شعرائے عرب طبع آزمائی کی غرض سے مشاعرے کرتے تھے اور قبائل عرب مین علی الخصوص اُن قبائل مین جو عرب مین سکونت پذیر تھے اور خانہ بدوش نہ تھے طرز حکومت ایسا تھا کہ کسیقدر شخصی اور کسیقدر جمہوری تھا اور اُنکو اپنی آزادی اور خودسری پر ہمیشہ گھمنڈ رہتا تھا اور اسیوجہ سے علم فصاحت و بلاغت مین اُنھون نے بڑی ترقی کی تھی الغرض ان وجوہ سے عرب کی زبان مین ایک عجب حُسن و لطافت پیدا[2] ہوگئی تھی شعرگوئی اُنکی جان اور روح تھی یہان تک لڑائیون مین بھی وہ آتش مزاج صحرائی اپنی عورتون کی غزلخوانی کی برکت سے دشمن پر فتحیاب ہوتے تھے اور اُس سے انتقام لیتے تھے انتہی - اب جاننا چاہیے کہ اُنھین لوگون مین تیئیس[23] برس تک قرآن شریف نازل ہوتا رہا اور اُنکے ہر قبیلے و جلسے مین علی رُوس الاشہاد عموماً لوگون کو بار بار سنایا گیا پس جسقدر قبیلے کے لوگ تو فقط اسکی فصاحت و بلاغت ہی پر فریفتہ ہوکر مسلمان ہوگئے اور جو لوگ دولت اسلام سے مشرف نہوے وہ بھی اسکو فصاحت و بلاغت مین بے نظیر ہی سمجھتے رہے کسی نے کبھی اسکی عبارت و فصاحت پہ کوئی اعتراض نکیا من ادعیٰ فعلیہ البیان ہان کسی نے اگر اعتراض کیا تو یہی کہ یہ دلون کو ایسا مُوہ لیتا ہی جیسے جادو آدمی کو بے اختیار کردیتا ہے یا ولولون کے اُبھارنے اور شوق و منصوبون کے بڑھانے مین یہ عمدہ اشعار و رجز[3] کا کام کرتا ہے غرض بموجب ؎ ولا عیب فیھم غیر ان سیوفھم + بھن فلول من قراع الکتائب + کے اعتراض کیا تو یہی سب اعتراض کیا مگر کسی نے یہ کبھی نہ کہا کہ قرآن کا فلان لفظ غیر فصیح ہی اور فلان جملہ قبیح یا فلان غیر منتقد اور فلان معقد وغیرہ وغیرہ چنانچہ اہل قرآن کے سوا مورخین

[1] عقدہ عکاظ کا مشہور و معروف نام ہے ... مکہ ... کوئی دو ... مقام ہے ۱۲ محفوظ

[2] ڈی سلین صاحب کا ترجمہ تاریخ ابن خلدون دیباچہ صفحہ ... ملاحظہ ہو ۱۲ مؤلف

[3] جمع رجز ۱۲ محفوظ

مخالفین نے بھی ان واقعات کو اپنی تواریخ و تصانیف مین متواتر نقل کیا ہی اور بڑے بڑے علماے مسیحین نے
بھی قرآن کی عبارت و فصاحت کو بیمثل تسلیم کر لیا ہی چنانچہ ڈیون پورٹ صاحب اپنی کتاب اپالوجی مین لکھتے
ہین باین غرض کہ اوصاف قرآن بخوبی ظاہر ہوجاوین یہ بات ناظرین کے ذہن نشین رہے کہ جس زمانے مین
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوے تھے فصاحت لسان اور صفاے بیان عرب مین بہت ترقی پر تھی اور
شعر و سخن کی بھی بڑی قدر تھی چنانچہ ایک مورخ اہل اسلام کہتا ہی کہ اعجاز قرآن صفاے بیان اور لطافت
عبارت اور تناسب فقرات مین ہی پس جو شخص اجنبی اسے تلاوت ہوتے سنتا ہی فوراً متنبہ ہوجاتا ہی کہ یہ عبارت
تمام عبارت عربیہ سے اشرف اور اولی ہی کوئی جملہ اسکا کسی عبارت مین نقل ہو اگرچہ وہ عبارت کیسی ہی لطیف
ہو مثل لعل درخشان کے ہی اور ایسا چمکتا ہی جیسے وہ جواہر جسکی جوت سے نظر خیرگی کرے اور اسکی عبارت ایسی
ہی کہ کوئی شخص ویسی تحریر نہین کرسکتا اور جب سے یہ کتاب مشہور ہوئی تمام علما و فضلا اس مین متحیر اور متعجب ہے
واضح ہو کہ سب لوگ قرآن کو معجزہ دائمی قرار دیتے ہین اور اسی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی رسالت کے
اقوی دلائل گردانتے تھے اور افصح فصحاے عرب جنھین شب و روز یہی دھن رہتی تھی کہ کسیطرح عبارت آرائی
مین کمال پیدا کیجیے علی رؤس الاشہاد دعوی کر کے فرماتے تھے کہ ایک ہی سورہ اسکے مثل کی لاؤ روایت ہی کہ
جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شریعت کو علانیہ لوگوں پر ظاہر کیا تو جب تک ایک شخص ابن ربیعہ نامی باشندہ
یمن کافر تھا اور یہ شخص اُن سات شاعرون مین سے تھا جنکے قصائد مسمی بمعلقات تبرکاً و تیمناً کعبے مین معلق تھے
اور انھین سے ایک قصیدے کی ابتدا مین یہ شعر تھا ؎ الا کل شیٔ ما خلا اللہ باطل ۔ و کل نعیم لا
محالۃ زائل ۔ تھوڑے عرصے تک تو ایسا کوئی شاعر نکلا کہ اس بیت کے مثل کوئی شعر کہتا لاکن آخرالامر وہ سورہ
قرآن جسے سورۂ براۃ کہتے ہین کسی دروازے پر کعبے کے معلق کی گئی پس جب ابن ربیعہ نے پہلی چند آیتین
اس سورہ کی دیکھین تو ایسا متحیر و متاثر ہوا کہ کہنے لگا کہ ایسی آیتین بے وحی الٰہی کوئی شخص نہین کہہ سکتا اور فوراً
اسلام قبول کرلیا واضح ہو کہ عرب کو جو تلاوت قرآن سے تعجب اور تحیر پیدا ہوتا ہی تو اسکی یہ وجہ ہی کہ اس کتاب کی
عبارت ایسی عمدہ ہی کہ سحر کہنا چاہیے اور یہی سبب ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نثر شعر کی خوبیون
سے مزین کی ہی اسواسطے کہ آیات مین قافیہ بندی کی ہی اور اسطرح لکھی ہی کہ کہین سلسلہ عبارت منقطع نہین ہوتا

اور اختلاف طرز تحریر سے لطف عبارت اور بھی زیادہ ہو گیا ہی چنانچہ بعض مقامات پہ نثر اور نہ مسلسل اور نہ نظم
مین نہین لکھا ہی بلکہ عبارت مین رنگینی اور قافیہ بندی کی ہی جیسا کہ ایک مقام پر گویا جناب باری کی تصویر
کھینچی ہی کہ تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہی اور اپنے بندون پر قواعد و احکام نافذ فرما رہا ہی وہ آیات جنمین نعمات
بہشت کا ذکر ہی ایسی فصیح اور شیرین ہین کہ انکے سننے سے دل بیچین ہوا جاتا ہی اور جنمین شعلہای آتش جہنم کا بیان
ہی انسے ایسی دہشت اور خوف معلوم ہوتا ہی کہ قلب ٹکڑے ہوا جاتا ہی اور یہی صاحب لکھتے ہین کہ راقم کہتا ہی کہ
من حیث الفصاحۃ والبلاغۃ قرآن افضل اور اشرف کتب ممالک مشرقیہ ہی از بسکہ باشندگان ممالک مذکورہ
کو قدیم الایام سے شعر سے ایک مذاق خاص ہی لہذا موافق انکے مذاق طبیعت کے اکثر قرآن مقفی لکھا گیا ہی اور یہ بات
سب قائل ہین کہ یہ کتاب بکمال نفاست و لطافت عبارت محاورۂ قبیلۂ قریش مین جو اعلی اور اشرف قبائل عرب
تھا لکھی گئی ہی لیکن بعض مقامات پر اور قبیلے کے محاورات بھی لکھے ہین اگرچہ یہ امر بہت شاذ و نادر ہی
لاریب یہ کتاب زبان عرب کی محک ہی اور مضامین عالیہ اور استعارات لطیفہ سے مملو ہی اور اگرچہ بعض مقامات پر
اسکی عبارت مبہم ہی اور درجۂ تعلی کو پہونچ گئی ہی تاہم اکثر عبارات و مضامین ایسے عالی اور موثر ہین کہ مصداق
قول گوتھے ہین مورخ موصوف مشہور کہتا ہی کہ قرآن ایسی کتاب ہی کہ پہلے تو پڑھنے والے کو اسکی عبارت سست
اور بے لطف معلوم ہوتی ہی لیکن بعد ازان اسکی خوبیون پر فریفتہ ہو جاتا ہی اور آخر الامر اسکی خوبصورتیون پر
ایسا شیفتہ ہو جاتا ہی کہ تاب ضبط نہین باقی رہتی انتہی — اور گاڈفری ہگنس نے ویٹ صاحب کا قول لکھا ہی کہ اس
الہام یعنی قرآن کی عمدہ عبارت اور اسکے جملون کا میل اور بلندی خیالات کو سب نے تسلیم کیا ہی پھر اسکا یہ قول ہی
کہ قرآن کی اصل خوبی کے ہم منکر نہین ہین ہم اسکی عبارت کو عموماً خوشنما اور اکثر فائق مانتے ہین صاحب موصوف
لکھتے ہین کہ اسکو پریڈو کس نے بھی تصدیق کیا ہی جسکا یہ قول ہے یہ تسلیم کرنا ضرور ہے کہ قرآن کی عبارت اور
زبان عربی زبان کی عمدگی کا نمونہ ہی اور مدرس سکندر فریزر ٹیٹلر نے اپنی لب التواریخ مین لکھا ہی یہ عجیب بات
ہی کہ اس کتاب کی عبارت ایسی شستہ و رفتہ ہی کہ زبان عربی کے لیے ایک نمونہ ٹھہرا اور محمد نے اپنی نبوت
کی صداقت کے لیے مخصوص اسکی عبارت پر بنیاد ڈالی اور دوسرے آثار نبوت کے فقدان مین اسنے اپنی
بے علمی کو قرآن کی عبارت سے نسبت دیکر دعوی مصمم کیا کہ اعجاز کے لیے قرآن کی عبارت کافی ہے

اور مسٹر اڈورڈ گبن نے اپنی تاریخ مین لکھا ہی کہ قرآن کی بہت سی نقلون سے ہی اعجاز کا سا خاصہ
یگانگیت اور عدم قابلیت تحریف کا ستن ثابت ہوتا ہی - اور مسٹر کارلائل کا بیان ہی کہ یہ کتاب یعنی قرآن
سب سی اول اور سب سے اخیر جو محمد کیا ان مین وہ اپنے مین رکھتا ہی اور ہر قسم کے اوصاف کا بانی ہی بلکہ در اصل
ہر قسم کے وصف کی بنا صرف اسی سے ہو سکتی ہی اور خطبات احمدیہ مین ہی کہ ایک اور مصنف ڈکوارٹرلی
ریویو مین قرآن مجید کی نسبت یہ مضمون لکھا ہی کہ ان تبدلات مضامین مین جو مثل برق کے تیز وطرار مین
اس کتاب کی ایک نہایت بڑی خوبصورتی پائی جاتی ہی اور گوتھ کا یہ قول بجا ہی کہ جسقدر ہم اسکے قریب
پہونچتے ہین یعنی اسپر زیادہ غور کرتے ہین وہ ہمیشہ دور کھنچتی جاتی ہی یعنی زیادہ اعلی معلوم ہوتی ہی وہ بتدریج
فریفتہ کرتی ہی پھر متعجب کرتی ہی اور آخر کار فرحت آمیز تحیر مین ڈالدیتی ہی وہی مصنف ایک اور مقام پر لکھتا ہی
کہ شادی اور غم اور محبت اور بہادری اور جوش کے وہ عظیم الشان اظہارات جنکی محض آوازہای بازگشت اب
ہمارے کانون پر اثر کرتی ہین محمد کے وقت مین پوری پوری آواز رکھتے تھے اور محمد کو سب سے زیادہ نامی گرامی
لوگون سے کچھ ہمسری ہی کرنی نہین پڑی تھی بلکہ انپر فوقیت حاصل کرنی تھی اور اپنے کلام کو اپنی رسالت
کی علامت اور دلیل گردانا پڑا تھا ایک اور مقام پر یہی مصنف لکھتا ہی کہ ہم دفعتًا از راہ ترجیح اس عجیب کتاب
کی ماہیت کی طرف متوجہ ہوتے ہین جسکی اعانت سے عربون نے سکندر اعظم کے جہان سے بڑا جہان اور روم
کی سلطنت سے وسیع تر سلطنت فتح کرلی اور جسقدر زمانہ کہ روم کو اپنی فتوحات حاصل کرنے مین درکار ہوا تھا
اسکا دسوان حصہ بھی نہ لگا یہ ایسی کتاب ہی جسکی اعانت سے جملہ بنی سام مین یہی لوگ بحیثیت سلاطین یورپ
مین آئے تھے جہان کہ اہل فنیشیا تاجرون کی حیثیت سے اور یہود پناہ گیرون یا قیدیون کیطرح پر آئے تھے یہی
لوگ جبکہ تاریکی محیط ہو رہی تھی یونان کی مردہ عقل اور علم کو زندہ کرنے اور اہل مغرب اور اہل مشرق کو فلسفہ
طب ہیئت نظم لکھنے کا خوشنما اور دلچسپ فن سکھلانے اور علوم جدیدہ کے بانی مبانی ہوے تھے
اور ہم لوگون کو غرناطہ کی تباہی کے دن پر ہمیشہ کے واسطے رولانے کو آئے تھے اور مسٹر سیل اسطرح
لکھتے ہین کہ یہ بات علی العموم مسلم ہی کہ قرآن قریش کی زبان مین جو جملہ اقوام عرب مین شریف ترین اور
مہذب ترین قوم ہی انتہا کی لطیف اور پاکیزہ زبان مین لکھا گیا ہی لیکن اور زبانون کی بھی کسیقدر آمیزش

ہے گو وہ آمیزش بہت ہی قلیل ہے وہ لاکلام عربی زبان کا نمونہ ہے اور زیادہ پکے عقیدے کے لوگون کا یہ قول ہے
اور نیز اس کتاب سے بھی ثابت ہے کہ کوئی انسان اسکا مثل نہین لکھہ سکتا اور اسی واسطے اسکو لازوال معجزہ
قرار دیا ہے جو مردے کے زندہ کرنے سے بڑھکر ہے اور تمام دنیا کو اپنی دیانی الاصل ہونیکا ثبوت دینے کے
لیے اکیلا کافی ہے اور خود محمد صلعم نے بھی اپنی رسالت کے ثبوت کے لیے اسی معجزے کی طرف رجوع کیا تھا
اور بڑے بڑے فصحاے عرب کو (جہان کہ اُس زمانے مین اس قسم کے ہزارہا آدمی موجود تھے جنکا محض
یہ شغل اور حوصلہ تھا کہ طرز تحریر اور عبارت آرائی کی لطافت مین لائق اور فائق ہوجاوین) علانیہ کہلا بھیجا تھا
کہ اسکے مقابلے کی ایک سورۃ بھی بنا دو اس بات کی اظہار کے واسطے کہ اس کتاب کی خوبی تحریر کی اُن ذی لیاقت
لوگون نے دراصل تعریف و توصیف کی تھی جنکا اس کلام مین مبصر ہونا مسلّم ہے بیشمار مثالون کی ایک مثال کو
بیان کرتا ہون لبید بن ربیعہ کا ایک قصیدہ (جو محمد صلعم کے زمانے مین سب سے بڑے زبان آورون مین
تھا) خانۂ کعبہ کے دروازے پر چسپان تھا یہ رتبہ نہایت اعلیٰ تصنیف کے واسطے مرعی تھا) اور کسی شاعر کو
اُسکے مقابلے مین کسی اپنی تصنیفات کو پیش کرنے کی جرأت نہوتی تھی لیکن جبکہ تھوڑے ہی عرصے کے بعد
قرآن کی دوسری سورۃ کی آیتین اُسکے مقابلے مین لگائی گئین تو خود لبید (جو اُس زمانے مین مشرکین مین
سے تھا) شروع ہی کی آیت پڑھکر بحر تحیر مین غوطہ زن ہوا اور فی الفور مذہب اسلام قبول کرلیا اور بیان کیا
کہ ایسے الفاظ صرف نبیؐ ہی کی زبان سے برآمد ہوسکتے ہین قرآن کا طرز تحریر عموماً خوشنما اور رَوان ہے بالخصوص
اُسجگہ جہان کہ وہ پیغمبرانہ وضع اور توریتی جملون کو نقل کرتا ہے وہ مختصر اور بعض مقامات مین مبہم ہے اور مشرقی
ڈھنگ کے موافق پرحیرت کی صنعتون سے مرصّع اور روشن اور پُرمعنی جملون سے مزیّن ہے اور اکثر جگہہ اور
علی الخصوص اُس مقام پر جہان کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت و اوصاف کا بیان ہے نہایت عالی درجہ اور رفیع الشان
ہے انتہی ۔ اور جسٹس امیر علی اپنی کتاب لائف اینڈ ٹیچنگس آف محمد مین لکھتے ہین فصاحت و بلاغت مین تو
یونانی بھی عرب پر گوے سبقت نہین لیگئے اور علم معانی و بیان کے قواعد کو اُنھون نے ایسا مرتب و منضبط
کردیا کہ کسی قوم نے نہین کیا قبائل عرب کے باہمی نفاق اور حسد کی وجہ سے اُنکے محاورات مین اختلاف
تو باقی رہا مگر ایک وسیع قومی زبان اُنکی پیدا ہوگئی جو حجاز مین بولی جاتی ہے اور ہر سال مقام عکاظ مین تمام قبائل

سورۂ بقرہ ۱۱۵ محمود

عرب کے جمع ہونے سے اور شعرای عرب کے باہمی مباحثون اور مشاعرون سے زبان عربی ایک باقاعدہ اور
لطیف وسلیس زبان ہوگئی مگر بقول ایک مورخ جرمنی کے کہ عربی زبان کو جس چیز نے ایک باقاعدہ اور
مضبوط بنیاد پر قائم کردیا اور باقی رکھا وہ قرآن مجید ہی اور یہ وہ کتاب ہی جسکی برکت سے عرب نے اتنے ملکون کو فتح کرلیا
جو اسکندر اعظم کی مملکت سے عظیم تر اور سلطنت قاہرہ رومیۃ الکبریٰ سے وسیع تر تھا اور جن ممالک کو اسکندر اعظم
اور رومیون نے صدہا برس مین فتح کیا تھا انکو عرب نے دس بارہ برس مین مسخر کرلیا اور یہ وہ کتاب ہی جسکی برکت
سے تمام اولاد سام بن نوح مین سے صرف عرب نے یورپ مین اگر سلطنت کی جہان اہل فنشیا سوداگر بنکر اور یہود مفرور اور
مسافر بنکر رہے تھے اور یورپ مین سلطنت کی تو کیونکر کی کہ علم کا چراغ روشن کرکے تمام دنیا کو دکھا دیا اور جس زمانے
مین ظلمت جہالت تمام یورپ پر چھائی ہوئی تھی اُس زمانے مین عرب ہی نے یونان کے علم وحکمت کو دوبارہ زندہ کیا
اور فلسفہ وطب وہیئت اور شعر وسخن ایشیا ویورپ دونون اقلیمون کو سکھایا اور اندلس کو گہوارۂ علوم جدیدہ بناکر
غرناطہ دار العلوم کے زوال وبربادی پر آیندہ کی نسلون کو خون کے آنسو رولایا قرآن کی حقیقت کیا بیان کیجائے
کہ وہ کیسی کتاب ہے اور اُسمین سادگی کے ساتھ کسقدر بلند پروازی کی ہی اور اُسکی عبارت کیسی فصیح وبلیغ ہی اور
مضامین کیسے عالی ولطیف وپاکیزہ ہین اور کیسے استعارات سے مملو ہی اور کیسے کیسے مضامین آبدار صاعقہ دار
چمک رہے ہین جنسے ثابت ہوتا ہی کہ ایک ناصح امین نصیحت کررہا ہی اور ایک حکیم فلسفی اسرار وغوامض حکمت الٰہی
بیان کررہا ہی اور ایک ستم رسیدہ محب وطن کس جوش وخروش اور ولولۂ دلشکن سے اپنی قوم کی بداعمالی اور ذلت
وخواری پر زجر وتوبیخ کررہا ہی اور ان سب امور کے ساتھ ہی خداوند عالم وعالمیان ایک عبد صالح کے ذریعے سے
اُن اصول حقہ کو جنپر کل عالم اخلاق کا دار ومدار ہے کیونکر ظاہر کررہا ہی اور جو رعب وہیبت احکام قرآنی سُنکر اُس
زمانے کے بڑے بڑے شعرای عظام کے دل پر طاری ہوتا تھا اُس سے ثابت ہوتا ہی کہ اس کلام پاک کی کیسی
قوی تاثیر اُس قوم پر ہوئی تھی گو قرآن مجید کی آیات اس وجہ سے متفرق اور پریشان معلوم ہوتی ہین کہ
مختلف اوقات مین نازل ہوئین اور اُن ساعات مین نازل ہوئین جبکہ کفار طرح طرح کی ایذائین اور دکھ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچا رہے تھے یا جب آپ میدان کارزار مین مصروف جہاد تھے یا صرف مقاصد
عملی کے لیے نازل ہوئی تھین تاہم قرآن مجید مین ایک قوت اور متانت اور ایک جوش وولولہ ایسا پایا جاتا ہی جس سے

صاف اِس آیت قرآنی ہدایت کی تصدیق ہوتی ہو وَمَا یَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ یا جیسے کہ ایک فارسی شاعر نے کیا خوب کہا ہی شعر در پس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند + ہرچہ اُستادِ ازل گفت ہمان میگویم + اس زمانے مین اہل یورپ کی عادت پڑگئی ہو کہ قرآن مجید کا استخفاف و استہجان کرتے ہین اور فصاحت بیانی او عالی مضمونی کے اعتبار سے اُسکو ادنیٰ یونانی اور لاطینی کتابون سے بھی کم سمجھتے ہین اسلیے اس مقام پر ہم وڈش صاحب مورخ کا کلام بجنبہ نقل کرتے ہین تاکہ ہماری یہ راے تعصب مذہبی پر نہ محمول کیجاے وہ فرماتے ہین کہ وہ کلمات رنج وراحت اور عشق و محبت اور ہمت و شجاعت اور غیظ و غضب جنکی کچھ خفیف سی صدائین اب ہمارے کان مین آتی ہین پیغمبر اسلام کے زمانے مین بہت پرمعنی اور پُرتاثیر کلمات تھے اور آپ کو افصح الفصحا اور ابلغ البلغا سے صرف برابری نہین کرنی پڑی بلکہ اُنپر فوق لیجانا پڑا اور جو کچھ آپ فرماتے تھے اُسکی فصاحت و بلاغت کو اپنے دعویِ رسالت کی دلیل گردانا پڑا آپکے پیشتر کے شعرا نے عاشقانہ اشعار بہت کہے تھے چنانچہ عنترہ نے جسکے عشق کا حال ایک بہت مشہور داستان مین لکھا ہو اور امرءالقیس نے جسکو آنحضرت صلعم نے پیشوای شعرای عرب مگر رہنمای اہل جہنم فرمایا ہو نہایت عالی اور آبدار مضامین عشقیہ نظم کیے اور شراب و کباب اور معشوقان ماہ وش و سیمین تن کی تعریف مین فصاحت و بلاغت کے دریا بہا دیے مگر آنحضرت صلعم نے عاشقانہ مضامین نہین نظم کیے نہ کوئی عاشقانہ غزل کہی اس دنیای فانی کے رنج وراحت نہ عرب کی شمشیر آبدار و شتر بے مہار نہ عرب کے رشک و حسد اور خواہش انتقام نہ کسی قوم و قبیلے کے آبا و اجداد کی شجاعت و جوانمردی نظم کی نہ کوئی ایسا مضمون فرمایا جس سے معلوم ہو کہ آپ کے نزدیک وجود بشر کی کوئی حقیقت ہی نہین ہی اور انسان کے لیے فنای محض و مطلق ہی الغرض آپنے لوگون کو شعر و سخن نہین سکھایا بلکہ اسلام سکھایا اور کیونکر سکھایا کہ زمین و آسمان کو شق کرکے جنت و نار کو مجسم کرکے دکھا دیا لقولہ تعالیٰ وَمَا هُوَ بِشَاعِرٍ مَّجْنُونٍ وڈش صاحب کی تقریر اینبار کوارٹرلی ریویو صفحہ ۲۷ مین ملاحظہ ہو اور اسی مین یہ صاحب فرماتے ہین - پروفیسر مارس صاحب مرحوم کا قول ہو کہ کوئی چیز عیسائیان روم کو اُس ضلالت و غوایت کے خندق سے نہ نکال سکتی تھی جس مین وہ گرپڑے تھے سوائے اُس آواز کے جو سرزمین عرب مین غار حرا سے آئی اسی آواز نے اعلاے کلمۃ اللہ دنیا مین کیا جس سے یونانی انکار کرتے جاتے تھے اور اعلاے کلمۃ اللہ ایسے عالی پیرائے مین کیا کہ اُس سے بہتر ممکن نہ تھا سچ ہی ع

اُتر کر خر اسے شہ قوم آیا + اور اک نسخہ کیمیا ساتھ لایا + اب ان حضرات کی ان تصریحات وتصنیفات
کے سوا یہ بھی جاننا چاہیے کہ بہت سے عربی دان عیسائیون نے قرآن شریف کا ترجمہ روسی و فرانسیسی جرمنی
و انگریزی وغیرہ مین کیا ہی لیکن کبھی کسی نے اسکی فصاحت و بلاغت پر کچھ چون وچرا نکیا بلکہ جرمن و فرانس کے
لوگون نے تو قرآن کو عربی کی ایک ایسی بےمثل فصیح وجلیل الشان کتاب سمجھا ہی کہ جو لوگ وہان عربی سیکھتے ہین
اُنکی کتب نصابیہ مین اسکو داخل کیا ہی غرض مخالفین قرآن سے بھی قرآن کی فصاحت و بلاغت وغیرہ برابر منقول
ہوتی چلی آتی ہی ع فالفضل ما شھدت بہ الاعداء + دیکھیے بالفعل لنڈن مین مسٹر سیزالس نے
بطور ڈکشنری قرآن ایک کتاب مسمی بسلک البیان فی مناقب القرآن لکھی ہی اور اُسمین اسکے ہر ہر لفظ کی
تحقیق کی ہی لیکن کہین کسی لفظ کی عدم فصاحت وغیرہ کی بابت کچھ نہین لکھا ہی بس جب ان مخالفین و
نکتہ چین لوگون نے بھی اسکی عبارت و عربیت کو بےمثل تسلیم کر لیا ہی تو اب اسپر کون مُنھہ آسکتا ہے خصوصاً
کوئی عیسائی بمقابل اپنے ان بزرگوار و اکابر کے کیونکر دم مار سکتا اور لب ہلا سکتا ہی ع مگس نہ دعوی پروا
لب فرو بندد + چو جبرئیل درآید ببال جنبانی + لیکن باوجود اسکے بھی آجکل کے بعض متنفرہ جنکو عربی کے
سوا اُردو اپنی مادری زبان بھی نہین آتی اور معمولی درسی کتابون کی عبارت بھی صحیح نہین پڑھی جاتی
بموجب من لم یحسن الفقہ فقد صنف فیہ کتابا کے اُنھون نے قرآن شریف کی فصاحت و
بلاغت پر اعتراض کرنے کو اپنا مایہ فخر و سرمایہ قابلیت و امتیاز سمجھا ہی چنانچہ ایک صاحب نے اپنے رسالہ ناتمام
المسماۃ بنفحۃ الاسلام مین یہ لکھا ہی قولہ حمد حمین پیرای گُن فکان و رنگین فرمای شقائق نعمان
و نگار آرای گل و ریحان کے بعد عاصی حسن علی منظر مدعا ہی کہ علمای دین محمدیہ سطر گیارھوین و بارھوین
صفحہ دسوان مختصر المعانی مطبوعہ مطبع احمدی کو ملاحظہ فرمائین والضابطۃ ھھنا ان کل ما یعدہ
الذوق الصحیح ثقیلا متعسر النطق فھو متنافر سواء کان من قرب المخارج او بعدھا اور یہان
تنافر کی شناخت کے لیے یہ ضابطہ بیان کیا ہی کہ ذوق صحیح تنافر کلم کو ثقیلاً متعسر النطق کے لیے شمار کرے
بس وہی متنافر ہی برابر ہی کہ متنافر قرب المخارج سے ہو یعنی جو حروف کہ ایک مخرج سے نکلے ہون
وہ قریب قریب ہون یا بعید بعید انتہٰی قرب المخارج نحو اعھد سورہ یٰس ع سورہ آل عمران ع

عہد احد اخذ اعداء اعلون اخرىٰ اعقاب اغنياء اخرجوا اخزیت اعدت اخلق
سورۃ البقرۃ ع اخراج اهله احق اعجب اعلوا حل اخطأنا اغرقنا سورۃ النساء ع اعرضوا
اُحصِنَّ اعتدنا اخوات اُعِدَّت اخرتنا احسانا سورۃ الانعام ع اعبد اهواء احسن احب
سورۃ المائدۃ ع احیاء سورۃ الهود ع اهلك اعوذ احكم اعط اعين اخاف اعمال امثله
بُعد المخارج نحو اسرع سورۃ الانعام ع سورۂ یونس ع اسرع استعجال سورۃ البقرۃ ع اتخذ
عہدہ و اتخاذ انعمت اضعافا اکراہ ابتغاء اصلاح اصحب اخرۃ اربعۃ اشهر افرغ
هٰذہ اطعنا اتخذوہ اب انصاف فرما کے امثلہ مسطورۃ الصدر سواء من قرب المخارج او بُعدہا عبارت
علامۃ التفتازانی قبول فرمائیں ورنہ صاف صاف مطلب مع امثلہ بزبان اردو تحریر فرمائیں **اقول**
مشہور ہے کہ یہ پادری صاحب لکھنؤ کے رہنے والے ہیں اور مدت تک ڈونٹی کالج الٰہ آباد کے پروفیسر رہے
یا پادری ہوپر صاحب کے نیچے کچھ کام کرتے رہے ہیں اور یہاں کلکتے میں بھی ایک معزز پیچر بلکہ بہت سے
پریچروں کے افسر ہیں لیکن باوجود اسکے بھی تو پادری صاحب عربی سمجھتے ہیں اور نہ اردو جانتے ہیں سے
بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا + جو چیرا تو اک قطرۂ خون نہ نکلا + چو بانگ دہل ہول از دور بود بعیبہ
درم عیب مستور بود + کیونکہ پادری صاحب نے مختصر المعانی سے جو ضابطہ نقل کیا ہے اور بزعم خود اسکا خلاصہ
بھی لکھا ہے وہ ایسے بھونڈے طور پر لکھا ہے کہ نہ تو اُس سے پادری صاحب کا کوئی مطلب حاصل ہوتا ہے اور نہ انکے
مخالفین پر کوئی الزام عائد ہوتا ہے بلکہ یہ خلاصہ انھیں سے کچھ مطالبہ کرتا ہے کما سیأتی سے **فکنت**
اری زیدا کما قیل سیدا + اذا انه عبد القفا واللهازم + جاننا چاہیے کہ قرآن شریف کا
یہ بھی ایک معجزہ ہے کہ جو اسکے معارضے کے لیے کچھ لب ہلاتا ہے وہ آسان سے آسان کاموں میں بھی مخبوط
و مبہوت ہو جاتا ہے دیکھیے شفاء قاضی عیاض میں لکھا ہے کان یحیی بن حکیم الغزال بلیغ الاندلس
فی زمنه فحکی انه رام شیئا من هذا (ای معارضة القرآن) فنظر فی سورۃ الاخلاص
لیأتی علی اسلوبها وینظم الکلام علی منوالها قال فاعترتنی منه خشیة ورقة حملتنی
علی التوبة والانابة انتهى وسیأتی ما حکی عن ابن المقفع بنا برعلیہ پادری صاحب بھی اپنی بس

آسان تحریر مین مخبوط ہوکر ایسے سخت مغلطے مین پھنسے کہ جس سے اب کسی طرح نہین نکل سکتے چنانچہ ہم
اُسکو کچھ ملخصاً لکھتے اور تلخیصاً بیان کرتے ہین جاننا چاہیے کہ صاحب مختصر المعانی نے پہلے فصاحت کے
معنی لکھے اور اُسکے بعد فرمایا کہ کلمہ اور کلام اور متکلم تینون فصاحت سے موصوف ہوا کرتے ہین مثلاً کہا کرتے
ہین کہ یہ کلمہ فصیح ہی اور یہ کلام اور قصیدہ فصیحہ ہی اور یہ متکلم یا کاتب یا ناظم و شاعر فصیح ہی اسکے بعد مفرد یعنی
کلمے کی فصاحت کی تعریف شروع کی اور یہ فرمایا فالفصاحة فی المفرد خلوصه من تنافر الحروف
والغرابة ومخالفة القیاس اللغوی یعنے فصاحت مفرد مین تنافر حروف اور غرابت لفظی اور مخالفت
قیاس لغوی سے اُسکا خالص و خالی ہونا ہی اسکے بعد تعریف فصاحت مفرد مین جو لفظ تنافر واقع ہی اُسکی
یہ تفسیر کی فالتنافر وصف فی الکلمة یوجب ثقلها علی اللسان وعسر النطق بها یعنی تنافر
کلمے مین ایک وصف ہی جسکے سبب سے وہ کلمہ زبان پر بھاری ہوجاتا ہی یعنے اُسکا تلفظ گران و مشکل ہوتا ہی اسکے
بعد لفظ مستشزرات کو اسکی نظیر مین دکھلانے کے لیے امرء القیس کے اس شعر کو نقل کیا غدائرها
مستشزرات الی العلی * تضل العقاص فی مثنی و مرسل اسکے بعد اُس ضابطے کو جسے پادری صاحب نے
محض بے رابطہ نقل کیا ہی وہ بڑی تخصیص و تلخیص کے اُسکا خلاصہ بھی لکھا ہی تحریر فرمایا والضابطة ههنا ان کل
ما یعده الذوق الصحیح ثقیلاً متعسر النطق فهو متنافر سواء کان من قرب المخارج او
بعدها او غیر ذلك علی ما صرح به ابن الاثیر فی المثل السائر یعنے متنافر کی معرفت کا یہ ضابطہ
ہی کہ جسکو ذوق صحیح ثقیل و متعسر النطق سمجھے وہی متنافر ہی عام ازین کہ قرب مخارج سے ہو یا بعد مخارج سے یا انکے سوا
اور کسی امر سے خلاصہ یہ کہ امر متنافرت قرب مخارج و بعد مخارج وغیرہ پر موقوف نہین ہی بلکہ اسکا مدار فقط
اہل لسان کے ذوق صحیح پر ہی چنانچہ اس امر کی تائید اسی ضابطے کی تکمیل و تفصیل مین خود مصنف رح نے
مطول مین اسطرح سے کی قال ابن الاثیر لیس التنافر بسبب بعد المخارج وان الانتقال
من احدهما الی الآخر کالطفرة ولا بسبب قربها وان الانتقال من احدهما الی الآخر
کالمشی فی القید لما نجد غیر متنافر من القریب المخارج کالجیش والشجی وفی التنزیل
الم اعهد ومن البعیدة ما هو بخلافه کملع بخلاف علم ولیس ذلك ان الاخراج من

الحلق الى الشفة ایسر من ادخاله من الشفة الى الحلق لما نجد من حسن غلب وبلغ وحلوف ملح بل هذا امر ذوقي فكل ما عده الذوق الصحيح ثقيلا متعسر النطق فهو متنافر سواء كان من قرب المخارج او بعدها ولهذا اكتفى المصنف بالتمثيل ولم يتعرض لتحقيقه وبيان سببه لتعذر ضبطه فالاولى ان يحال الى سلامة الذوق انتهى اور مصنف کا ماخذ المثل السائر میں علامۂ ابن الاثیر یہ فرماتے ہیں واعلم ايها الناظر في كتابي هذا ان مدار علم البيان على حاكم الذوق السليم وهو انفع من ذوق التعليم وفيه الذوق السليم هي الحاكمة في هذا المقام بحسن ما يحسن من الالفاظ وقبح ما يقبح وساضرب لك في هذا مثالا فاقول اذا سئلت عن لفظة من الالفاظ وقيل لك ما تقول في هذه اللفظة احسنة هي ام قبيحة فاني لا اراك عند ذلك الا تفتي بحسنها او بقبحها على الفور ولو كنت لا تفتي بذلك حتى تقول للسائل اصبر علي الى ان اعتبر مخارج حروفها ثم افتك بعد ذلك بما فيها من حسن وقبح لصح لابن سنان ما ذهب اليه من جعل مخارج الحروف المتباعدة شرطا في اختيار الالفاظ وانما شذ عنه الاصل في ذلك وهو ان الحسن من الالفاظ يكون متباعد المخارج فحسن الالفاظ اذا ليس معلوما من تباعد المخرج وانما علم قبل العلم بمخارجها وكل هذا راجع الى ذوق الفطرة السليمة فاذا استحسنت لفظا او استقبحته وجد ما تستحسنه متباعد المخارج وما تستقبحه متقارب المخارج فاستحسانها واستقباحها انما هو قبل اعتبار المخارج لا بعده على ان هذه قاعدة قد شذ عنها شواذ كثيرة لانه قد يجي من المتقارب المخارج ما هو حسن رائق الا ترى ان الجيم والشين والياء مخارج متقاربة وهي من وسط اللسان بينه وبين الحنك وتسمى ثلاثتها الشجرية واذا تركب منها شيء من الالفاظ جاء حسنا رائقا فان قيل جيش كانت لفظة محمودة وان قدمت الشين على الجيم فقيل شجي كانت ايضا لفظة محمودة ومما هو اقرب مخرجا من ذلك الهاء والميم والفاء وثلاثتها من الشفة تسمى

الشفهية واذا نظم منها شيء من الالفاظ كان جميلاً حسناً كقولنا فم فهذه اللفظة
من حرفين هما الفاء والميم وكقولنا ذقته بفمي وهذه اللفظة مؤلفة من الثلاثة
بجملتها وكلاهما حسن لا عيب فيه وقد ورد من المتباعد المخارج شيء قبيح ايضاً ولو كان
التباعد سبباً للحسن لما كان سبباً للقبح اذ هما ضدان لا يجتمعان ومن ذلك انه
يقال ملع اذا عدى فالميم من الشفة والعين من الحروف الحلق واللام من وسط اللسان
وكل ذلك متباعد ومع هذا فان لفظة مكروهة الاستعمال ينبو الذوق السليم
عنها ولا يستعملها من عنده معرفة بفن الفصاحة وههنا نكتة غريبة وهو انا
اذا عكسنا حروف هذه اللفظة صارت علم وعند ذلك يكون حسنة لا مزيد على
حسنها وما ندري كيف صار ذلك القبح حسناً لانه لم يتغير من مخارجها شيء و
ذلك ان اللام لم تزل وسط والعين والميم يكتنفانها من جانبيها ولو كان مخارج الحروف
معتبراً في الحسن والقبح لما تغيرت من ملع وعلم فان قيل ان اخراج الحروف من الحلق
الى الشفة ايسر من ادخالها من الشفة الى الحلق فان ذلك انحدار وهذا صعود والانحدار
اسهل من الصعود قلت في جواب ذلك اني اقول لو استمر لك هذا لصح ما ذهبت اليه
لكنا نرى ما اذا عكست حروفه من الشفة الى الحلق او من وسط اللسان والباء من
الشفة واذا عكسنا ذلك صار بلغ وكلاهما حسن مليح وكذلك تقول حلم من الحلم
وهو الاناءة فاذا عكسنا هذه اللفظة صارت ملح على وزن فعل بفتح الفاء وضم العين
وكلاهما ايضا حسن مليح وكذلك تقول عقر ورقع وعرف وفرع وحلف وفلح وقلم
وملق وكلم وملك ولو شئت لاوردت من ذلك شيئاً كثيراً تضيق عنه هذه
الاوراق ولو كان ما ذكرته مطرداً لكان عكسنا هذه الالفاظ صير حسنها قبحها
وليس الامر كذلك انتهى اسکا خلاصہ یہ ہی کہ تنافر قرب مخرج اور بعد مخرج کے سبب سے نہیں ہی
کیونکہ قریب المخارج میں مثل جیش اور شجی کے اور قرآن شریف میں الم اعہد کو میں غیر متنافر پاتا ہوں

اور بعید المخارج مین مثل ملع کے اسکے خلاف پاتا ہون اور متنافر اسپر بھی موقوف نہین ہی کہ اخراج حلق سے طرف شفت کی ایسر یعنی آسان ہو بہ نسبت ادخال اُسکے شفت سے طرف حلق کے کیونکہ علب اور بلغ اور حلم اور ملح مین باوجود اسکے بھی مین تنافر نہین پاتا بلکہ انکو فصیح دیکھتا ہون غرض یہ امر فصاحت ومنافرت نہ اس پر موقوف ہی اور نہ اُسپر بلکہ یہ ایک امر ذوقی ہی پس جسکو ذوق صحیح اہل لسان ثقیل ومتعسر النطق سمجھین وہی متنافر ہی عام ازین کہ قُرب مخارج سے ہو یا بعد مخارج سے پس ثابت ہوا کہ امر فصاحت ومنافرت وعدم منافرت وغیرہ مین اہل لسان کے ذوق صحیح اور اُنکے فصحا وبلغا کے استعمال ومحاورہ کا اعتبار ہی لاغیر کما قال فی المطول فی فصاحۃ الفاظ العربیۃ وعلامتہا واعلم انہ لما کانت الفصاحۃ عندھو یقال لکون اللفظ جاریا علی القوانین المستنبطۃ من استقراء کلامھم کثیر الاستعمال علی لسنۃ العرب الموثوق بعربیتہم وقال العلامۃ الخطائی فی حاشیۃ مختصر المعانی ان الفصاحۃ عندھم کون اللفظ جاریا علی القوانین المستنبطۃ من استقراء کلامھم کثیر الاستعمال علی لسنۃ العرب الموثوق بعربیتہم وقال فی المفتاح الفصاحۃ ھی ان یکون اللفظ عربیۃ اصلیۃ وعلامۃ ذلک ان یکون الکلمۃ علی لسنۃ الفصحاء الموثوق بعربیتہم ودوران استعمالھم لھا اکثر وفی الایضاح ثم علامۃ کون الکلمۃ فصیحۃ ان یکون استعمال العرب الموثوق بعربیتہم لھا اکثر وفی المبلغۃ فی اصول اللغۃ ان مدار الفصاحۃ فی الکلمۃ علی کثرۃ استعمال العرب لھا ومثلہ قال القزوینی فی الایضاح ولاشک ان ذلک ھو مدار الفصاحۃ وفیہ التحقیق ان المخل ھو قلۃ الاستعمال وحدھا انتہی ان سب کا خلاصہ یہ ہی کہ الفاظ فصیحہ وہی ہین کہ جو عرب عرباکے فصحا وبلغا کے محاورات واستعمال مین بکثرت متداول ہون اور جو قلیل الاستعمال ہین وہی مخل فی الفصاحۃ این پس مطابق اسکے اب دیکھنا چاہیے کہ ان الفاظ قرآنیہ موردہ پادری صاحب کو عرب عربا کے فصحا وبلغا نے متنافر ومعقد ومخالف من قوانین الفصاحۃ سمجھا ہی یا بحسب اذواق صحیحہ اپنے اُنکو صحیح وفصیح سمجھکر اپنے خطب واشعار وقصائد وراجیز وغیرہ مین بلاتردد ونکیر بکثرت استعمال کیا ہے

اما الاولى فباطل جدا واما الثاني فلاريب فيه حيث قال الراغب في مفرداته الفاظ القرآن هو لب كلام العرب وزبدته وكرائمه وعليها اعتماد الفقهاء والحكماء في احكامهم وحكمهم واليها مفزع حذاق الشعراء والبلغاء في نظمهم ونثرهم وما عداها وما عدا الالفاظ المتفرعات عنها والمشتقات منها هو بالاضافة اليها كالقشور والنوى بالاضافة الى اطائب الثمرة وكالحثالة والتبن بالنسبة الى لبوب الحنطة انتهى ولهذا قال العلامة السيوطي فى الاتقان وكتاب الله سبحانه لو نزعت منه لفظة ثم ادير لسان العرب على لفظة احسن منها لم توجد انتهى وقال ابن خالويه الذي هو من ائمة العربية واللغة قد اجمع الناس جميعا ان اللغة اذا وردت فى القرآن فهي افصح مما في غير القرآن لااختلاف في ذلك انتهى ان سب کا خلاصہ ہی کہ الفاظ قرآنی تمامی الفاظ سے بڑھکر فصیح ہین وقال فى المثل السائر فيما ينبغي للاديب الماهر والكاتب والشاعر حفظ القرآن الكريم فانه صاحب هذه الصناعة ينبغي له ان يكون عارفا بذلك لان فيه فوائد كثيرة منها انه يضمن كلامه الايات في اماكنها اللائقة بها ومواضعها المناسبة لها ولا شبهة فيما يصير للكلام بذلك من الفخامة والجزالة والرونق ومنها انه اذا عرف مواقع البلاغة واسرار الفصاحة المودعة في تاليف القرآن اتخذه بحرا يستخرج منه الدرر والجواهر ويودعها فى مطاوي كلامه كما فعلته انا فيما انشاته من المكاتبات وكفى بالقرآن الكريم وحده آلة واداة فى استعمال افانين الكلام فعليك ايها المترشح لهذه الصناعة بحفظه والفحص عن سره وغامض رموزه واشاراته فانه تجارة لن تبور ومنبع لا يغور وكنز يرجع اليه وذخر يعول عليه انتهى اسکا خلاصہ یہ ہی کہ ادیب ماہر اور کاتب و شاعر کو ضرور ہی کہ قرآن شریف حفظ کرے اور اُسکے مواقع بلاغت و اسرار فصاحت کو بوجھے کیونکہ اسکے اماکن لائقہ و مواضع مناسبہ کو جان بوجھ کر جب یہ کوئی عبارت لکھیگا اور موقع موقع سے اُسمین اسلوب قرآنی اختیار کریگا اور اپنی مطاوی عبارت مین بطور اقتباس و اشارہ آیات قرآنیہ نقل کردیگا تو اُسکے مکان

و عبارات کو بہت ہی رونق ہوجاویگی اور اسکی فخامت و شان از حد بڑھجاویگی کیونکہ قرآن فصاحت کا
ایک ایسا جاری چشمہ ہی جو کبھی نہین سوکھتا اور بلاغت کا ایسا سرمایہ ہی کہ ہر ادیب و فصیح ہمیشہ اُسپر بھروسا
رکھتا ہی انتہی پس اب جاننا چاہیے کہ اگرچہ ہماری ان تحریرات سے پادری صاحب کے جمیع ایرادات و مزعومات
مزخرفات کی تردید بالا مزید علیہ ہوگئی اور اسکی کوئی حاجت نرہی کہ اسکے لیے اب ہم کوئی اہتمام آخر کرین
لیکن با اینہمہ اتمام حجت کے لیے ہم جمیع الفاظ موردہ کے لیے عرب عرباء کے شعراء و فصحا و بلغا کے اشعار دکھاتے
اور اپنی اس شہادت مین بعض بعض خطب کی عبارات و محاورہ بھی مشاہدہ کراتے ہین تا کہ کسی مخالف کو
کوئی جگہ اعتراض کی نہ باقی رہے اور ہر طرح سے حجت پوری ہوجاوے ؎ منزل راہ وفا از بس گران بودہ
انہیں + لیک من ادرا بپای ہمت خود تا ختم ؎ دفا کی راہ تھی مشکل اُسے بھی طی کیا ہمنے + کہ منزل مین
محبت کی اگر ڈر تھا تو اسکا تھا + **قولہ** اعہد سورہ یٰس ع پادری صاحب نے بعین عنایت حرف
عین لکھکر یہ احسان تو کیا کہ نشان رکوع بتلایا لیکن افسوس ہی کہ اُسپر کوئی نشان ہندسہ و نمبر نہ لگایا جس سے
یہ بھی معلوم ہوجاتا کہ یہ لفظ فلان رکوع مین ہی اور جبکہ نمبر ندیا تو حرف ع لکھنا ہی کیا ضرور تھا ؎ سطر
اہم و نہین اُس رو ہی کتابی پہ ظفر + ترک کاتب نے لکھی ہی غلطی کے باعث + مطول کی عبارت سے
اس لفظ کا غیر متنافر و فصیح ہونا تو ثابت ہوچکا اور مختصر المعانی مین اسکے مخل بالفصاحۃ ہونیکو اس تقریر سے
باطل کردیا کہ مجرد اشتمال القرآن علی کلام غیر فصیح بل علی کلمۃ غیر فصیحۃ مما یقود الی
نسبۃ الجہل او العجز الی اللہ تعالی عن ذلک علوا کبیرا پس چونکہ خداوند تعالی کی طرف جہل و عجز
کی نسبت عند العقلا بالاتفاق محال ہی اسلیے اس لفظ کا غیر فصیح ہونا بھی محال ہی کما لا یخفی اور سوا اسکے
مستطرف فی کل فن مستظرف (جو بی اے کلاس کے عربک کورس کی ایک مشہور کتاب ہی) مین لکھا ہی
قال الشاعر ؎ فما الناس بالناس الذین عہدتہم + ولا الدار بالدار التی کنت اعہد
اور دیوان ابی الطیب متنبی (جو مدرسہ عالیہ وغیرہ کے کورس کی کتاب ہی) مین لکھا ہی ؎ اما الفراق
فانہ ما **اعہد** + ہو توأمی لو ان بینا یولد **وقال المعری** ؎ کل واشرب
الناس علی خبرۃ فہم یمرون ولا یعذبون + ولا تصدقہم اذا حدثوا فاننی **اعہد** ہم یکذبون

عَہد قد مرّ في قوله عهد تہم وقال كعب بن زہیر ؎ ولا تمسك بالعهد الذي زعمت + الا كما تمسك الماء الغرابيل + وقال عنترة ؎ عَهدي به شد النهار كانما + خضب اللبان ورأسه بالعظلم وقال النابغة ؎ عَهِدت بها سعدیٰ وسعدیٰ غزيرة + عروب تهادي في جوار خرائد عَهِدوا وقال عباس بن مرداس كما في سيرة ابن هشام ؎ ثم الذين وفوا بما عاهدتهم جند بعثت عليهم الضحاكا + وفيه قال ابن دجانة ؎ انا الذي عاهدني خليلي + ونحن بالسفح لدى النخيل + اَحَد - قال عمرو بن كلثوم ؎ الا لا يجهلن احد علينا + فنجهل فوق جهل الجاهلينا + وقال زہیر ؎ لو يعدلون بوزن او مكائلة + مالوا ابو ضري ولو يعدل بهم احد + آخذ قال النابغة ؎ آخذ العذارىٰ عقدها فنظمته + من لؤلؤ متتابع متسرد + وقال عمرو بن كلثوم ؎ اخذن على بعولتهن عهدا + اذا لاقوا كتائب معلمينا اعداء قال الحارث ؎ لا تخلنا على غرائك انا + طالما وقد وشى بنا الاعداء + وقال طرفة ؎ وان ادع في الجلى اكن من حماتها + وان يأتك الاعداء بالجهد اجهد وقال زہیر ؎ وثقل على الاعداء لا يضعونه + وحمال أثقال وماوى المطرد وقال النابغة ؎ فلا يهنئ الاعداء مصرع ملكهم + وما عتقت منه تميم ووائل اعلون - قال طرفة ؎ واذا قامت تداعي قاصف + مال من اعلى كثيب منقعر قال النابغة ؎ فظل يعجم اعلى الروق منقبضا + في حالك اللون صدق غير ذي اود وقال ابو الطيب ؎ قدروا اعفوا وعدوا وفوا سئلوا + اغنوا علوا اعلوا ولوا عدلوا + أُخرة واخرىٰ آخرتنا - قال النابغة ؎ فقال تعالى يجعل الله بيننا + على ما لنا او تنجزي لي أخرة + قال عنترة ؎ وسارت رجال نحو اخرى عليهم الحديد كما تمشي الجمال الدوالح قال امرء القيس ؎ بماء سحاب زل عن متن صخرة

الى جوف اخرى طيب ماؤها خضر + قال مالك التغلبي ؎ لا امك ويلة في
عليك اخرى + فلا شاة تنيل ولا بعير + وقال زهير ؎ يؤخر فيوضع في
كتاب فيدخر + ليوم الحساب او يعجل فينقم + اعقاب قال النابغة ؎ لبست من السوء
اعقابا اذا انصرفت + ولا تبيع بجنبي نخلة البرما + وقال عنترة ؎ فلما التقينا
بالجفار تضعضعوا + وردت على اعقابهن المسالح + وقال قيس بن الملوح
؎ واصبحت من ليلى الغداة كناظر + مع الصبح في اعقاب نجم مغرب + اغنيا قال
اياس بن القائف الحماسي ؎ تقيد الرجال الاغنياء بارضهم + وترمي النوى
بالمقترين المراميا + اخرجوا اخراج - قال الاعشى ؎ ازال اذينة عن ملكه
واخرج من قصره ذا يزن + وفي البخاري باب اخراج الخصوم واهل الريب من
البيوت بعد المعرفة وفي الصحاح تقول اخرجت النعامة اخرجاجا واخراجت
اخريجاجا انتهى اخزيت - قال زهير ؎ انا ابن الذي لم يخزني في حياته
ولم اخزه حتى تغيب في الرجم + وقال ابن ثابت ؎ فاخزاك ربي يا عتيب
بن مالك + ولقاك قبل الموت احدى الصواعق + أُعِدَّ أُعِدَّتْ - قال امرؤ القيس
؎ فظلت وظل الجون عيني بلبدة + كاني أُعِدّ بي عن جناح مهيض وقال
النمري الحماسي ؎ وقمت الى برك هجان اعده + لوجبة حق نازل انا فاعله
وقال عنترة ؎ صبرا اعُدُّ و اكل اجروب بي + وبجيبة ذبلت وخفف حشاها
وقال خالد ؎ لوجه صعيد مذ اتينا بجمعنا + فتحنا بلادا اعدها من نحن
اخلق - قال تابط شرا ؎ ويجعل عينيه ربيئة قلبه + الى سلة من حد اخلق
صائك + اهله اهلك - قال عنترة ؎ وصلت حبالي بالذي انا اهله + من
ودها وانا رخي المطول + وقال زهير ؎ الم تر ان الله اهلك تبعا + واهلك
لقمان بن عاد وعاديا + واهلك ذا القرنين من قبل ما ترى + وفرعون جبارا طغى والنجاشيا

أحق - قالت قيلة ابنة الحارث الحماسي ؎ والنصر اقرب من اسرت قرابته + واحقهم ان كان عتق يعتق أعجب - قال ابن ابي طالب القرشي ؎ ليس لبلية في ايامنا عجبا + بل السلامة فيها اعجب العجب أعلم - قال زهير ؎ واعلم ما في اليوم والامس قبله + ولكنني عن علم ما في غد عم + وقال طرفة ؎ واعلم علما ليس بالظن انه + اذا ذل مولى المرء فهو ذليل أحل - قال عنترة احل به امس جنيدب نذره + فاي قتيل كان في غطفان + وقال ابن هرمة الحماسي ؎ اغشى الطريق بقبيتي ورواقها + واحل في نشر الربى فاقيم أخطأنا - قال زهير ؎ رأيت رجلا لاقى من العيش غبطة + واخطاؤه فيها الامور العظائم + وقال عنترة ؎ وليتهما ماتا جميعا ببلدة + واخطأهما قيس فلا يريان + أغرقنا قال في الصحاح غرق في الماء غرقا فهو غرق وغارق ايضا ومنه قول ابي النجم ؎ فاصبحوا في الماء والخنادق + من بين مقتول وطاف غارق + واغرقه غيره وغرقه فهو مغرق وغريق وقال ابو الطيب ؎ فخل كفك تهمي واثن وابلها + اذا اكتفيت والا اغرق البلد + وقال ايضا ؎ وجاودني بان يعطي واحوي + فاغرق نيله اخذي سريعا أعرضوا قال ابن ثابت ؎ فلما اعرضوا عما اعتمنا وكان الحق وانكشف الغطاء + أحصن - قال ثعلب ؎ احصنوا امهم من عبدهم تلك افعال القزام الوكعة + اعتدنا - قال التميمي كما في الاتقان ؎ يا من عدى ثم اعتدى ثم اقترف + ثم انتهى ثم ارعوى ثم اعترف + وقال البعيث بن حريث الحماسي ؎ ويعتده قوم كثير تجارة + ويمنعني من ذلك ديني ومنصبي + وقال الاخزر بن لعط الدئلي كما في سيرة الهشامي ؎ هم ظلمونا واعتدوا في مسيرهم + وكانوا لدى الانصاب اول قائل + اخوات ؎ وانك يا نعمان في اخواتها + تأتين ما يأتينه جنفا احسن - قال النابغة ؎ ورب عليه

احسن صنعه + وکان له علی البریة ناصرا احسانا - قال زهیر ؎ رأی الله
بالاحسان ما فعلا بکم + فابلاهما خیر البلاء الذی یبلو اعبد قال طرفہ ؎
یلوم وما ادری علی ما یلومنی + کما لامنی فی الحی قرط بن اعبد + وقال فرزدق
؎ اولئك اخلاقی فجئنی بمثلهم + واعبد ان اهجو کلیبا بدارم وقال زید
بن عمرو بن نفیل ؎ ولکن اعبد الرحمن ربی + لیغفر ذنبی الرب الغفور اهواء
قال عنترة ؎ فمالت بی الاهواء حتی کانما + بزندین فی جوفی من الوجد
قادح احب - قال امرء القیس ؎ لعمری لسعد بن الضباب اذا غدا + احب
الینا منك فافرس حمر احیاء - قال ابن ابی طالب القرشی ؎ قد علم الاحیاء
انی زعیمها + وانی لدی الحرب العذیق المرجب وفی الحماسة ؎ لو کان یشکی
الی الاموات ما لقی + الاحیاء بعدهم من شدة الکمد وقال النابغة فی خطبته
مخاطبا العمرو بن الحارث فی الثناء المسجم کما فی العقد الثمین فی دواوین الستة الجاهلین
الذی رتبها ولیم بن الورد البروسی المسیحی فی سنة ۱۸۶۹ المسیحیة واکرام الاحیاء احیاء واول
اعوذ - قال ابو طالب القرشی ؎ اعوذ برب الناس من کل طاعن + علینا بسوء
او ملح بباطل وقال ابو حندق الاسدی الحماسی وقیل انه لدعبل ؎ اعوذ
بالله من لیل یقربنی + الی مضاجعة کالدلك بالمسد احکم قال النابغة ؎
احکم کحکم فتاة الحی اذ نظرت + الی حمام شراع وارد الثمد اعظ قال فی الصحاح
الوعظ النصح والتذکیر بالعواقب تقول وعظه وعظا وعظة فاتعظ ای قبل الموعظة
یقال السعید من وعظ بغیره والشقی من اتعظ به غیره انتهی وروی البخاری عن
علی بن عبد الله حدثنا سفیان حدثنا اسرائیل ابو موسی ولقیته بالکوفة جاء
الی ابن شبرمة فقال ادخلنی علی عیسی فاعظه اعین قال امرء القیس ؎
لیالی ید عوتی الصبی فاجیبه + واعین من اهوی الی رو ان وقال ابو دهبل

فى الازرق المخزومي ؎ ثوا نحى غير مذموم واعيننا + لما تولى بدمع سائح سجم

آخاف قال جرير ؎ ابني حنيفة حكموا سفهاءكم + اني اخاف عليكم ان اغضبا وقال ابن ثابت ؎ اخاف فجاءه الفراق ببغية + وصرف النوى من ان تشت وتشعبا

أعمال - قال طرفة ؎ فكيف يرجى المرء دهرا مخلدا + واعماله عما قليل تحاسبه

آسرع - قال النابغة ؎ ثولهند و لهند وقد + اسرع في الخيرات منه امام وقال عنترة ؎ وعرفت ان منيتي ان تأتني + لاينجني منه الفرار الاسرع وقال زهير ؎ لاشئ اسرع منها وهي طيبة + نفسا بما سوف ينجيها وتترك

استعجال - قال عنترة ؎ اذا استعجلوها عن سجية مشيها + تتلع في اعناقها بالجحافل وقال القطامي ؎ واستعجلونا وكانوا من صحابتنا + كما تعجل فراط الوراد

اتخذ واتخذوه اتخاذ - قال كشاجم اتخذ في خلة فى الكراكي + اتخذ فيك خلة الوطواط وقال عمرو بن كلثوم التغلبي ؎ تراثا بارزين وكل حي + قد اتخذوا مخافتنا قرينا + وفى البخاري باب مايكره من اتخاذ المساجد على القبور

انعمت - قال ورقة بن نوفل ؎ رشدت وانعمت ابن عمرو وانما + تجنبت تنورا من النار حاميا وقال الشهرزوري ؎ حبتها اقاصى الارض بطنا وانعمت + عليها جياد الخيل بالرأس والفم

اضعاف قالت كبزة ام شملة الحماسي ؎ اذا ما اتاه وارد من ضرورة + تولى باضعاف الذي جاء ظاميا وقال ابو الطيب ؎ يريد مخبره اضعاف منظره + بين الرجال وفيها الماء والآل

اكراه - قال لبيد ؎ احكم الجنثي من عوراتها + كل حرباء اذا اكره صل وفى البخاري باب من الاكراه كره وكره واحد وفى الكفاية الاكراه هو فى اللغة مصدر اكرهه اذا حمله على امر يكرهه ولا يريده

ابتغاء قال طرفة ؎ حبس فى المحل حتى يفسحوا + لابتغاء المجد او ترك الفند

وقال بعیث بن حریث الحماسی ؎ ولست وان قربت یوما ببائع
خلاقی ولا دینی ابتغاء التحبب + اصلاح قال ابن الرومی ؎ الدهر تفسد ما استطاع
والحمد نتتبع الافساد بالاصلاح + وقال السماوطی ؎ ان تنصروا الله
ینصرکم علی ممر + حازوا الضلال وحزتم هدی اصلاح - اصحب - قال
عنترة ؎ اقل علیک ضرا من قریح + اذا اصحابه ذمروه سارا وقال طرفة
؎ فلو کنت وغلا فی الرجال لضرنی + عداوة ذی الاصحاب والمتوحد وقال
زهیر ؎ اصحاب زید وایام لهم سلفت + من حارب واعذبوا عنه بتنکیل
اربعة - قال ابن ثابت ؎ اذا تذکرته فاضت باربعة + عینی بدمع علی الخدین
مختلفین اشهر - قال النابغة ؎ قد عربت نصف حول اشهرا جددا + لیسفی علی
رحلها بالحیرة المور وقال الحجیة ؎ یا واحد العصر مابلده + محاسنها فی الوری
تذکر + یجی مایراد فی تصحیفها + وحقک اربعة اشهر + هذه - قال امرء القیس
؎ وقال الا هذا اصوار وغانیة + وخبط نعام یرتقی متفرق وقال فی ثمرات الاوراق
التی هو ثمرات الفؤاد فی بلاغة الصاحب بن عباد انه قیل له ما احسن السجع قال
ما خف علی السمع قیل مثل ذا قال مثل هذا - اطعنا - قال عباس بن مرداس
؎ اطعناک حتی اسلم الناس کلهم + وحتی صبحنا الجمع اهل یلملم وقال عبد الله
بن رواحة ؎ اطعناه لو نعدله فینا بغیره + شهابا لنا فی ظلمة اللیل هادیا + و
قال عمرو بن کلثوم ؎ وانا العاصمون اذا اطعنا + وانا العازمون اذا عصینا
افرغ - قال فی المجمع والقاموس وغیرهما من کتب اللغة افرغه وافرغ علینا
اصبب علینا واورده الحریری فی مقاماته فکفی به ثبت اب یہاں پر حضرات اہل علم وفہم
ملاحظہ فرماویں کہ بتوفیق اللہ وعونہ وتائیدہ وصونہ حل عبارت علامۂ تفتازانی اور جمیع الفاظ موردۂ دلیل
کے شواہد مع علامات ونشانی لکھے گئے ہیں اب پادری صاحب اسکو قبول فرماویں والا اسکے خلاف میں

جو دلائل و ایرادات رکھتے ہون اُنکو صاف صاف تحریر کرین پھر ہمین میدان ہمین چوگان ہمین گوی

ع یخبرک من شہد الوقائع انني + اغشی الوغی واعف عند المغنم قولہ علمای محمدیہ

کی یہ عادت ہی کہ جب قائل و معقول و مغلوب ہوتے ہین تو عرب کے جنگل و کوہستان مین ماوی و ملجا اختیار

فرماتے ہین جب سوال کیا جاتا ہی تب فوراً عربی عبارت لکھدیتے ہین لہذا توقع کہ عبارت مع ترجمہ عام فہم مثل

بندہ تحریر فرمائین اقول ع دہنِ تنگ یار مین کیا کیا + تنگ ہو ہو کے ہی سمائی بات + اولاً صاحبان

بصیرت خصوصاً ماہران عبارت و عربیت پادری صاحب کی اس سوقی محاورہ قائل و معقول و مغلوب کو

ملاحظہ فرمائین جس سے بموجب البعرۃ تدل علی البعیر کے اُنکی قابلیت کا پتہ لگتا اور مبلغ معلومات

معلوم ہوتا ہی۔ ثانیاً ذرا انکی اس اقتراح و تمنا کو بھی ملاحظہ کرین کہ بموجب صلت اسدا و بلت فقدا

کے اعتراض کرنے کو تو قرآن پر طیار ہو گئے اور یہان ماوشما کی معمولی عربی عبارت سے بھی کانپنے لگے

سچ ہی ع کمر سے بڑھ چلے گیسوی یار قہر کیا + عدم سے دو قدم آگے رسائی مشکل ہی + ثالثاً بموجب ع

خوشتر آن باشد کہ رازِ دلبران + گفتہ آید در حدیثِ دیگران + کے پادری صاحب نے یہ اپنا بلکہ اپنے

کمیونڈ و مشن کے لوگون کا حال لکھا ہی کہ جب کہین کسی ادنی مسلمان سے بند ہونے لگتے ہین تو گھڑی

دیکھکر یہ کہتے ہوے چلتے ہوتے ہین کہ بس ٹائم ہو گیا ع کار زلفِ تست مشک افشانی اما عاشقان

مصلحت را تہمتی بر آہوی چین بستہ اند رابعاً چونکہ پادری صاحب کا حال کچھ پہلے سے بھی مجھے معلوم ہی اور

اُنکی اس اقتراح پر اور بھی خیال کر کے مین نے ہر ضروری عربی عبارت کا ترجمہ یا خلاصہ ہی لکھدیا ہی

اور باقی کو اُنکی قابلیت پر چھوڑ دیا ہی لیکن اسپر بھی اگر وہ نہ سمجھین تو پھر بھلا ہم کہانتک سمجھائے

جائین ع کیا چیز ہی عبارتِ رنگین مین شرحِ شوق + خط کی طرح طبیعتِ بستہ اگر کھلے۔ لیکن پادری صاحب

کا یہ فرمانا کہ مثل بندہ تحریر فرمادین اس مین مین مجبور ہون کیونکہ ع گر مصوّر صورتِ آن جانِ جان

خواہد کشید + حیرتی دارم کہ نازش را چسان خواہد کشید + قولہ صفحہ ۱۹ بطول ان الاخراج من الحلق

الی الشفۃ ایسر من ادخالہ من الشفۃ الی الحلق حروف حلقی کا خارج ہونا حلق سے شفت کی طرف

اسہل ہی یعنی فصیح ہی بنحو علو اور حروف شفتی کا داخل ہونا شفت سے حلق کی طرف ضیق و متعسر ہی

یعنی ثقیل نحو بلغ سورۂ یوسف ع منع بضع وجهه سورة البقرة ع فاقم منع فتح واسع
منافع وجوه سورة النساء سمع بليغا متاع وجوها مضاجع سورة الحجر ع مقطوع ع
فاصفح سورة الانعام مستودع بديع وسع مرجع بلغ مفاتح **اقول** مطول کی عبارت
سے جو امر ثابت ہوتا ہے وہ اوپر بیان کر دیا گیا کہ فصاحت وغیر فصاحت اخراج من الحلق الی الشفة وبعکسها
پر موقوف نہین ہے بلکہ یہ ایک امر ذوقی ہے اسلیے اسکا حوالہ اُسی پر کرنا اولی ہے فتذکر باقی ان الفاظ
موردہ کے شواہد کا دکھلانا باقی ہے تو لیجیے ہم اُسے بھی دکھلائے دیتے ہین وهو هذا **بلغ**
قال عمرو بن کلثوم ؎ اذا بلغ الفطام لنا صبي + تخر له الجبابر ساجدينا +
بديع **قالت امرأة من بني مخزوم الحماسي** ؎ ان تسألي فالمجد غير البديع +
قد حل في تيم ومخزوم + **وقال غانم بن عياض** ؎ لا اقسم بخالق الارض والسماء +
وما فيها معناها **البديع** وما يضع **بضع** - **قال زهير** ؎ وما عند شلو يحجل
يطير حوله + وبضع لحام في اهاب مقدد + **وجه** **وجوه** - **قال طرفة** ؎ يسير
بوجه الهتف والعيش جمعه + وتمضي على **وجه** البلاد كتائبه + **قال عنترة**
؎ والخيل ساهمة **الوجوه** كانما + تسقي فوارسها نقيع الحنظل + **فاقم** - **قال ابن**
ثابت ؎ اعبد هجين احمر اللون **فاقم** + موتر عليا القفاء قطط جعد **منع** - **قال**
ابو القمقام الاسدي الحماسي ؎ لو كنت املك **منع** مابك لم يذق + ما في
قلاتك ما جنت لئيم + **فتح** - **قال عمار بن ياسر** ؎ فوحق من اهدى الينا نصره
من كل **فتح** مبعد وقريب + **وقال خنزر بن ارقم الحماسي** ؎ فما **فتح** الاقوام من باب
سوءة + بني قطن الا وانتم شهودها + **واسع** **قال لنابغة** ؎ فانك كالليل الذي
هو مدركي + وان خلت ان المنتأى عنك **واسع** + **وقال زيد بن عمرو** ؎ ان الاله
عزيز **واسع** حكم + بكفه الضر والباساء والنعم + **وقال البحتري** ؎ الا يكن ذنب
فعدلك **واسع** + او كان لي ذنب فعفوك اوسع + **منافع** - **قال المرزبان** ؎

وجئنا الى مصرو كانت حصينة + وكان لاهل الكفر فيها منافع - وقال ابو الطيب
ـــــ منافعها ما ضرّ في نفع غيرها + تغذّى وتروى ان تجوع وان تظما مسمع قال
عصام بن عبيد الزماني ـــــ ابلغ ابا مسمع عني مغلغلة + وفي العتاب حياة بين
اقوام وفي الصحاح قال الشاعر ـــــ نعدل ذا الميل اذا رامنا + كما عدل الغرب بالمسمع
بليغا قال ابن خشاب ـــــ او مثلوا الفظا بليغا كنت معناه وما الالفاظ
غير تراجم وقال ابو الطيب ـــــ وكثير من الشجاع التوقي + وكثير من البليغ السلام
متاع - قال المشعث كما في الصحاح ـــــ تمتع يا مشعث ان شيئا + سبقت به
الممات هو المتاع - وقال ابو تمام كما في المثل السائر ـــــ نعم متاع الدنيا حباك
بها + اروع لا جيدر ولا خيس وقال قطري بن الفجاءة الحماسي ـــــ وما للمرء خير
في حيوة + اذا ما عد من سقط المتاع مضاجع - قال ابن رواحة كما في البخاري
ـــــ يبيت يجافي جنبه عن فراشه + اذا استثقلت بالمشركين المضاجع وقال
يزيد بن الحكم الكلابي ـــــ فلما بلغنا الامهات وجدتم + بني عمكم كانوا كرام المضاجع
وقال مقيس بن صبابة ـــــ وكانت هموم النفس من قبل قتله + تلم فتحمني وطاء المضاجع
وقال امرء القيس ـــــ لتقتلني والمشرفي مضاجعي + ومسنونة زرق كانياب
اغوال مقطوع - قال ابن ثابت ـــــ وان يمنعهو مما نووا حسب + ان يبلغ
المجد والعلياء مقطوع فاصفح - قال ابن ثابت ـــــ ابلغ ربيعة وابن امه
نوفلا + اني مصيب لعظم ان لم اصفح وقال ارطاط بن سهية المري الحماسي ـــــ
عن الدهر فاصفح انه غير معتب + وفي غير من قد وارت الارض فاطمع + مستودع
قال ابن زيابة التيمي الحماسي ـــــ والدرع لا ابغي بها ثروة + كل امرء مستودع
ماله + وقال ابن ابي طالب القرشي ـــــ وانما امهات الناس اوعية مستودعات
وللاحساب اباء وسع - قال عبد العزيز بن زرارة الكلابي الحماسي ـــــ وسع

یمدک ماء اللحم تقسیمہ + واکثر الشواب ان لم یکثر اللبن وسع یدو تلفت حول حاضرۃ
ان الکریم الذی لم یخل الفطن مرجم قال عنترۃ سے کان وقوف مرجم مرفقیہ +
توارثہا منازیع السہام قال زہیر سے ومرجمہا اذا نحن انقلینا + نسیف البقل
واللبن الحقین مفائح۔ قال زید سے ولوانشاء لقلت ما + عندی مفاتحہ وبابہ
قولہ تتنشرون ۔ تنشرکون ۔ تنسرفوا ۔ ان مین ش س تا دراء کے درمیان ہین اس
سبب سے یا لفاظ قرآنی حسب رای خلخالی اشد ثقیل ہین **اقول** اولاً خلخالی طبقۂ اولی کا کوئی
فصیح وشاعر نہین ثانیاً یہ فقط خلخالی کا زعم ہی ثالثاً خلخالی نے بھی یہ لفظ مستشزرات مین زعم کیا ہے
اور وہ بھی مدفوع ہی کما فی شرح المختصر المعانی وزعم بعضہم (ہو الخلخالی کما فی الحلبی)
ان منشأ الثقل فی مستشزرات ہو توسط الشین المعجمۃ التی ہی من المہموسۃ
الرخوۃ بین التاء التی ہی من المہموسۃ الشدیدۃ والزاء المعجمۃ التی ہی من المجہورۃ
ولو قال مستشرف لزال ذلک الثقل وفیہ نظر لان الراء المہملۃ ایضا من المجہورۃ
انتہی رابعاً عرب عربا کے شعرا وفصحا کے کلام مین ہم انکے نظائر وشواہد بھی دکھلادیتے ہین پھر
باوجود اسکے بھی اگر کوئی منکر ہو تو اُس سے منکر ونکیر کے سوا اور کون سمجھ سکتا ہی **قال طرفۃ سے**
ومازال تشرابی الخمور ولذتی + وبیعی وانفاقی طریفی ومتلدی **وقال سعد**
بن ناشب الحماسی سے ولم یستشر فی رأیہ غیر نفسہ + ولم یرض الاقائم السیف
صاحبا **وفی الحماسۃ سے** فالرشد فی ان تشتروا بنعیمکم + بؤسا ولا ان تشربوا
الماء بالدم **وفیہ ایضاً سے** اذا انت لم تشرک رفیقک فی الذی + یکون قلیلا لم تشارکہ
فی الفضل **قال طرفۃ سے** کیف ارجو حبہا من بعدما + علق القلب بنصب مستسر
وقال مسلم بن الولید الحماسی سے قبر بحلوان استسر ضریحہ + خطرا تقاصر دونہ
الاخطار **قولہ** اجتماع دو حرف یک جنس سے دو لفظ مین موجب ثقل ہی نحو تخافون نشوزہن
سورۃ النساء سورۃ البقرۃ نحن نسبح طعام مسکین یحلی لہن یحل لہ ویحب المتطہرین نساؤکم

یحل لکم فی ایام معدودات سورۃ الانعام حق قدرہ نحن نرزق سورۃ التوبہ ع نحن نتربص
سورہ ہود ع جاء امرنا اظلم ممن نعلم مستقرہا سورہ عبس شاء انشرہ سورۃ الحجر ع نحن
نزلنا سورۃ الصّٰفّٰت ع مقام معلوم سورہ یٰس ع قوم مسرفون نحن نحیی امام مبین سبع
عجاف قوم مسحورون واضح رائے عالی ہو کہ الفاظ قرآنی مسطورۃ الصدر فصحا و بلغا کے نزدیک
ثقیل ہین **اقول** پادری صاحب کو لازم تھا کہ کسی فصیح و بلیغ کا نام لکھتے اور اُسکی وجہ و دلیل بیان کرتے
والا دعویٰ بے دلیل قبول خرد نہین پس چونکہ ایسے الفاظ باین حیثیت و نظم خاص فصحاے متقدمین
و بلغاے محققین کے نزدیک بلا نکیر فصیح ہین لہذا بجز انکے شواہد دکھلا دینے کے ہم اور کچھ زیادہ
کاوش کرنا مناسب نہین سمجھتے اور جاننا چاہیے کہ اول تو ان الفاظ مین سے بعض کی نشان دہی
مین پادری صاحب نے غوطہ کھایا ہے اور پھر سب لفظون کو بلا ترتیب سور غیر مرتب لکھا ہے اسلیے بنظر
آسانی پہلے ہم انکو بترتیب ابجد لکھتے ہین اور اُسکے بعد عرب عربا کے فصحا و بلغا کے قصائد و اشعار
مین اُنکے شواہد دکھلاتے ہین وھو ھذا **ع جاء امرنا - نشاء انشرہ + قال زهیر** ؎
وما یک من خیر اتوہ فانما + توارثہ اٰباء اٰبائهم قبل **وقال ایضا** ؎ فان لکم ماقط
غاشیات + لیوم اضر للرؤساء ایر **وقال امرء القیس** ؎ **وماء ا** سن نزلت علیہ
کان منا خہا ملقی الحمام + **ع سبع عجاف - قال النابغۃ** ؎ فلان فاسبع
یا قوم غدرتهم + بنی ضباب ودع عنک ابن سیار **وقال ایضا** ؎ لک الخیران
وارث بک الارض واحدا + واصبح جد الناس یطلع عاثرا **ق حق قدرہ قال زهیر**
؎ لیأتینک منی منطق قذع + باق کما دنس القبطیۃ الودک **ل یحل لہ تحل لہ**
یحل لکم **قال زهیر** ؎ **فتغلل لکم** ما لا تغل لاهلها + قری بالعراق من قفیز و درهم
الی معشر لم یورث اللوم جدهم + اصاغرهم وکل فحل لهم نجل سئمت تکالیف الحیوٰۃ
ومن یعش + ثمانین حولا لا ابالک یسأم **حرایام معدودات اظلم ممن امام مبین**
طعام مسکین قوم مسحورون قوم مسرفون مقام معلوم یعلم مستقرها قال طرفۃ

فما ذنبنا في ان اداءت خصاكم + وان كنتم في قومكم معشر ادراء قال زهير ؎
غشيت ديارا بالبقيع فثهمد × دوارس قد اقوين من ام معبد + أُريت بها الارواح كل
عشية فلم يبق الا آل خيم منضد ایضاً ؎ ثم استمروا وقالوا ان مشربكم ماء بشرقي سلمى
فيد او ركك ایضاً ؎ يعز منه مامور مطيع وآمر + مطاع فلا يلقى لحزمهم مثل ایضاً ؎
وما ان ارى نفسي تقيها كريهتي + وما ان تقى نفسي كرائم ماليا وقال النابغة ؎
ونبئت ان رجال ثيث بنهمته + كالكرم مال على الدعام المسند + ولا ارى فاعلا في الناس
يشبهه + ولا احاشي من الاقوام من احد وقال علقمة ؎ ومطعم الغنم يوم الغنم
مطعمه + اني توجه والمحروم محروم + لو يسيرون بخيل قد يسرت بها + وكل ما
يسر الاقوام مغروم وقال عنترة ؎ المال مالكم والعبد عبدكم + فهل عذابك
عني اليوم مصروف ن تخافون نشوزهن نحن نسبح بحب المتطهرين نساؤكم نحن نرزق
نحن نتربص نحن نزل نحن نحي قال طرفة ؎ حين نادى الحي لما فزعوا + ودعى الداعي
وقد لج الذعر + ایضاً ؎ ففي لا يكن هذا العلة وصلنا + لبين ولا اذا اخطنا من نوالك
قال عنترة ؎ فلو ادحيا صابروا مثل صبرنا + ولا كافحوا مثل الذين نكافح قال
زهير ؎ الوتر النعمات كان بنحوه + من المشرلوان امرءً كان ناجيا قال علقمة ؎
اذا شاب رأس المرء او قل ماله + فليس له من ودهن نصيب ایضاً ؎ وفي كل حي قد خبطت
بنعمة + فحق لشاس من نداك ذنوب وقال امرء القيس ؎ سألت بهن نطاع في ادا الضحى
والامعزان وسألت الاد واء + وقال النابغة ؎ اقول والنجم قد مالت اواخره +
الى المغيب تبين نظرة حار + ایضاً ؎ ونحن نرجي الخلد ان فاز قدحنا + ونرهب قدح الموت
ان جاء قاهرا + **قوله** اہل اسلام کا دعوی ہے کہ سورۃ الکوثر افصح ہے منظر ہو کہ اعطینا بسبب
قرب المخارج اور انحر بسبب بعد المخارج اور صل لربک بسبب اجتماع دو حرف ایک جنس سے
ثقیل ہیں **اقول** اسمین کوئی شبہہ نہیں کہ سورۃ الکوثر بلکہ قرآن کا ہر جملہ و لفظا فصیح ہے کما قال

العلامة السیوطی فی الاتقان لو اجتمع فصحاء العالم واراد ان یترکوا ھذہ اللفظۃ ویأتوا بلفظ یقوم مقامھا فی الفصاحۃ لعجزوا عن ذلک وقد مران کتاب اللہ سبحانہ لو نزعت منہ لفظۃ ثم ادیر لسان العرب علی لفظۃ احسن منہا لم یوجد یعنی اگر تمام جہان کے فصحا مجتمع ہون اور یہ چاہین کہ قرآن کے ایک لفظ کو چھوڑ دین اور اُسکے قائم مقام فصاحت مین کوئی دوسرا لفظ لادین تو اس سے عاجز ہو جاوینگے اور یہ بیان اوپر گذر چکا کہ قرآن شریف سے اگر کوئی لفظ نکالکر زبان عرب کے سب لفظون مین پھرایا جاے تو اُس سے بہتر کوئی لفظ نہ ملیگا۔ اور قُربِ المخارج و بُعدِ المخارج اور اجتماع الحرفین من جنس واحد کی تحقیق بھی اوپر ہو چکی اور ان سب کے لیے عرب عربا کے اشعار و قصائد مین شواہد و نظائر بھی دکھلا دیے گئے پس ان حیثیات سے کوئی لفظ ثقیل و غیر فصیح نہین ہی پھر باوجود اسکے پادری صاحب کا یہ فرمانا بناء فاسد علی الفاسد قائم کرنا ہی کما لا یخفی ہان اسکے سوا اگر کوئی دوسری وجہ ہو تو پادری صاحب اُسے بیان کرین اور ہمسے جواب لین اور بالخصوص اگر ان الفاظ ثلاثہ کی بھی شواہد چاہتے ہین تو ملاحظہ فرمائین **اعطینا** قال فی ثمرات الاوراق فی اجواد الاسلام فمنھم الحکم بن اخطب قیل سألہ اعرابی فاعطاہ خمس مائۃ دینار فقال لہ لعلک استقللت ما اعطیناک **وقال بجیر بن ظھیر** ؎ واعطینا رسول اللہ منا ؛ مواثقنا علی حسن التصافی **وقال زھیر** ؎ وانک **اعطیتنی** ثمن الغنی ؛ حمدت الذی اعطیک من ثمن الشکر **فصل لربک قال عباس بن مرداس السلمی** ؎ بان محمد اعبد رسول لرب لا یضل ولا یجور **وقال عنترۃ** ؎ ومکروب کشفت الکرب عنہ ؛ بطعنۃ فیصل لما دعانی **وقال امرء القیس** ؎ اوحد و فی ظلال النخل الماء ؛ من تحتہ مجال **انحر فی القاموس** قال اعرابی فی حجرۃ ما انحص من ابلی فانحروہ انتہی **قولہ** امرؤ القیس نے سات قصیدے کعبے کے دروازے پر آویزان کیے جب آیت وَقِيلَ يَا أَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكِ وَيَا سَمَاءُ أَقْلِعِي وَغِيضَ الْمَاءُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُودِيِّ نازل ہوئی تب شہرۂ فصاحت امرء القیس آخر ہوا **اقول** اسمین کوئی شبہ نہین کہ جب یہ آیت شریفہ اور اسکے سوا قرآن شریف کی اور اور آیات منیفہ نازل ہوئین تب امرء القیس وغیرہ

تمامی شعرا و فصحا و بلغا عرب عربا کا شہرہ فصاحت و بلاغت ٹھنڈا ہوا اور ان سب کا کلام پھیکا پڑ گیا
کما نقل من الولید بن المغیرة الذی کان فی غمرات عداوة النبی صلی اللہ علیہ وسلم واطفاء
انوار اللہ تعالی ما فیکم رجل اعلم بالشعر منی ولا برجزه ولا بقصیده ولا باشعار الجن واللہ
ما یشبه الذی یقول شیئا من هذا و واللہ ان لقوله الذی یقول حلاوة وان علیه لطلاوة
وانه لمنیر اعلاه مغدق اسفله وانه لیعلو وما یعلی وانه لیحطم ما تحته انتهی ولا یخفی ما وقع
لجبیر بن مطعم رض انه سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقرأ بالمغرب بالطور قال فلما بلغ هذه الآیة
أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ الی قوله الْمُصَيْطِرُونَ کاد قلبی ان یطیر وقد صح انه لما
قرأ جعفر رض علی النجاشی واصحابه ما زالوا یبکون حتی فرغ انتهی هکذا فی الاتقان والشفاء
وغیرہ لیکن پادری صاحب کا یہ کہنا کہ امرء القیس نے سات قصیدے کعبے کے دروازے پر آویزاں کیے
خلاف تحقیق ہے دیکھیے فوائد شرح معلقات زوزنی میں لکھا ہے قال ابن الکلبی فاول شعر علق فی الجاهلیة
شعر امرء القیس علق علی رکن من ارکان الکعبة ایام الموسم حتی نظر الیه ثم احدر فعلقت
الشعراء ذلک بعده انتهی **قوله** منکشف ہو کر ابلعی و اقلعی یہ دونوں بسبب بعد المخارج ثقیل ہیں
یا سماء اقلعی تو از حد ثقیل ہے **اقول** قرب المخارج و بعد المخارج و اجتماع الحرفین من جنس واحد کی تحقیق
اوپر گذر چکی اور اسمیں اچھی طرح دکھلا دیا گیا کہ ان حیثیات سے کوئی لفظ غیر فصیح و ثقیل نہیں اور پھر دیکھیے
عرب عربا کے فصحا و بلغا کے کلام میں بھی یہ لفظیں وارد ہیں **ابلعی** قال فی الصحاح بلعت الشیء
بالکسر وابتلعته بمعنی وابلعته غیری وسعد بلع من منازل القمر وهما کوکبان متقاربان
زعموا انه طلع لما قال اللہ تعالی یا ارض ابلعی ماءک و فی حل لغات الحریری ابلاع نیز
فرو خوردن یقال ابلعنی ریقی اذا طلب المهملة **اقلعی** فی البخاری کان بلال اذا اقلع
عنه یرفع عقیرته و قال عباس بن مرداس کما فی سیرة ابن هشام سے ویوم حنین
کان قبل لدی حنین + **فاقلع** والدماء به تموج اور ائمہ ادب و ماہران لغات عرب و علمای
معانی والبیان و مفسرین والاشان نے تو ان دونوں لفظوں کی فصاحت و بلاغت کا لا مزید علیہ

... اقلعی چاہیے ۱۲ محمود

لکھی ہو حتی کہ بالخصوص اس آیت شریف کو بلاغت میں بے نظیر قرار دیا ہو چنانچہ امام فخر الدین رازی
اپنی کتاب مفاتیح الغیب میں لکھتے ہیں اعلم ان المقصود من هذا الكلام وصف اخر
لواقعة الطوفان فكان التقدير انه لما انتهى امر الطوفان قيل كذا وكذا يَا أَرْضُ ابْلَعِي
مَاءَكِ يقال بلع الماء يبلعه بلعا او اشربه وا بتلع الطعام ابتلاعا اذا لم يمضغه
وقال اهل اللغة الفصيح بلع بكسر اللام يبلع بفتحها وَيَا سَمَاءُ أَقْلِعِي يقال اقلع الرجل
عن عمله اذا كف عنه واقلعت السماء بعد ما مطرت اذا امسكت وَغِيضَ الْمَاءُ يقال
غاض الماء يغيض غيضا ومغاضا اذا نقص وغضته انا وهذا من باب فعل الشيء وفعلته
انا ومثله جبر العظم وجبرته وفغر الفم وفغرته ودلع اللسان ودلعته ونقص الشيء
ونقصته فقوله وَغِيضَ الْمَاءُ اي نقص وما بقي منه شيء واعلم ان هذه الاية مشتملة
على الفاظ كثيرة كل واحد منها دال على عظمة الله تعالى وعلو كبريائه انتهى اور قاضی
عبد اللہ بن عمر الشافعی نے انوار التنزیل میں لکھا ہو والاية في غاية الفصاحة لفخامة لفظها
وحسن نظمها والدلالة على كنه الحال مع الايجاز الخالي عن الاختلال وايراد الاخبار
على البناء للمفعول دلالة على تعظيم الفاعل وانه متعين في نفسه مستغن عن ذكره
اذ لا يذهب الوهم الى غيره للعلم بان مثل هذه الافعال لا يقدر عليه سوى الواحد
القهار انتهی اور علامہ نسفی مدارک التنزیل میں اس آیت کے اور اور نکات و فوائد کو بیان کرکے تحریر
فرماتے ہیں فاعتبروا من جهة الفصاحة المعنوية وهي كما ترى نظم للمعاني لطيف
وتادية لها ملخصة مبينة لا تعقيد يعثر الفكر في طلب المراد ولا التواء يشيك
الطريق الى المرتاد ومن جهة الفصاحة اللفظية فالفاظها على ما ترى عربية مستعملة
سليمة عن التنافر بعيدة عن البشاعة عذبة على العذبات سلسلة على الاسلات
كل منها كالماء في السلاسة وكالعسل في الحلاوة وكالنسيم في الرقة ومن ثم اطبق
المعاندون على ان طوق البشر قاصر عن الاتيان بمثل هذه الاية ولله در شان التنزيل

لا يتامل العالم آية من آياته الا ادرك لطائف لا يسع الحصر ولا تظنن الآية مقصورة
على المذكور فلعل المتروك اكثر من المسطور انتهى وهكذا في الكشاف وغيره من التفاسير
وقال العلامة السيوطي في الاتقان في بيان حسن النسق هو ان يأتي المتكلم بكلمات متتاليات
معطوفات متلاحمات تلاحما سليما مستحسنا بحيث اذا افردت كل جملة منه قامت
بنفسها واستقل معناها بلفظها ومنه قوله تعالى وَقِيلَ يَا أَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكِ الآية
فان جملة معطوفة بعضها على بعض بواو النسق على الترتيب الذي تقتضيه البلاغة
من الابتداء بالاهم الذي هو انحسار الماء عن الارض المتوقف عليه غاية مطلوب
اهل السفينة من الاطلاق من سجنها ثم انقطاع مادة السماء المتوقف عليه تمام ذلك
من دفع اذاه بعد الخروج ومنع اختلاف ما كان بالارض ثم الاخبار بذهاب الماء بعد
انقطاع المادتين الذي هو متاخر عنه قطعا ثم بقضاء الامر الذي هو هلاك من قدر
هلاكه ونجاة من سبق نجاته واخر عما قبله لان علم ذلك لاهل السفينة بعد خروجهم
منها وخروجهم موقوف على ما تقدم ثم اخبر باستواء السفينة واستقرارها المفيد
ذهاب الخوف وحصول الامن من الاضطراب ثم ختم بالدعاء على الظالمين لافادة
ان الغرق وان عم الارض فلم يشمل الا من استحق العذاب لظلمه انتهى اور اظهار الحق مين
لکها ہى كه عتبه نے جب نبى صلى الله عليه وسلم سے سورهٔ حٰم فُصِّلَتْ سنى تو اپنى قوم سے جا كر يه كہا والله
لقد كلمني بكلام ما سمعت اذناي بمثله قط فما دريت ما اقول له وذكر ابو عبيدة ان اعرابيا
سمع رجلا يقرء فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ فسجد وقال سجدت لفصاحته وسمع رجل اخر من
المشركين رجلا من المسلمين يقرء فَلَمَّا اسْتَيْأَسُوا مِنْهُ خَلَصُوا نَجِيًّا فقال اشهد ان مخلوقا
لا يقدر على مثل هذا الكلام وحكى الاصمعي جارية فصيحة قالت اويعد فصاحة بعد
قوله تعالى وَأَوْحَيْنَا إِلَى أُمِّ مُوسَى أَنْ أَرْضِعِيهِ فَإِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَأَلْقِيهِ فِي الْيَمِّ
وَلَا تَخَافِي وَلَا تَحْزَنِي إِنَّا رَادُّوهُ إِلَيْكِ وَجَاعِلُوهُ مِنَ الْمُرْسَلِينَ فجمع في آية واحدة

بین امرین ونهیین وخبرین وبشارتین وفی حدیث اسلام ابی ذر قد وصف اخاه
انیساً فقال واللہ ما سمعت با شعر من اخی انیس لقد ناقض اثنی عشر شاعرا فی الجاهلیة
انا احدهم وانه انطلق الی مکة وجاءنی قلت فما یقول الناس قال یقولون شاعر کاهن
ساحر ثم قال لقد سمعت ما قال الکهنة فما هو بقولهم ولقد وضعته علی اقراء
الشعر فلم یلتئم علی لسان احد بعدی انه شعر وانه لصادق وانهم لکاذبون وقد حکی
ان ابن المقفع طلب معارضة القرآن وشرع فیه فمر بصبی یقرء وَقِیلَ یَا أَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكِ
فرجع فمحا ما عمل وقال اشهد ان هذا لا یعارض وما هو من کلام البشر وقدرهما وقع
لیحیی بن حکیم الغزال بلیغ الاندلس پس اب دیکھنا چاہیے کہ جن لفظون کو فصحائے اہل لسان و بلغائے
والا شان سہل و عذب قرار دیتے ہین انکو یہ پادری صاحب ثقیل کہتے ہین اور جس آیت کو یہ حضرات
بابرکات نمونۂ فصاحت وعنوان بلاغت سمجھتے ہین اسکو یہ حضرت غیر فصیح ٹھہراتے ہین پس اس صورت
مین بجز اسکے اور کیا کہا جاسکتا ہو کہ پادریصاحب اپنے چھوٹے منہ سے بڑی بات نکالکر اپنا اعتبار کھوتے
ہین اور کفجوای سے واذا اتتك مذمتی من ناقص + فهی الشهادة لی بانی کامل + کے
قرآن پاک کی اور عظمت وشان بڑھاتے ہین سبحان اللہ ع بگڑنے پر بھی زلف اُسکی بنا کی + **قوله**
اَخَذَ الْأَلْوَاحَ - أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا فَثَمَّ وَجْهُ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ وَاسِعٌ عَلِيمٌ وَقَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ
وَلَدًا سُبْحَانَهُ یہ عبارت قرآنی بسبب قُربِ المخارج و بُعدِ المخارج وادخال حرف شفتی بطرف حلق و اجتماع
دو حرف یک جنس سے ثقیلہ ہین **اقول** اوپر مع الشواهد والنظائر دکھلا دیا گیا کہ ان وجوہ ثلثہ سے نہ کوئی
لفظ ثقیل ہو اور نہ کوئی آیت وجملہ غیر فصیح پس پادری صاحب اپنی اس پرانی تان کو چھوڑین اور اگر ممکن ہو
کوئی دوسرا راگ چھیڑین ورنہ ع گرم تا کے باندا ین بازار + سے در مکر بستن مضمون رنگین لطف نیست
کم دہد رنگ ار کسی بند حنائے بستہ را + **قوله** عبارت قرآنی فَلَا أُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُونَ وَمَا لَا
تُبْصِرُونَ کلام ابی جہل قَلِيلًا مَّا تُؤْمِنُونَ کلام عقبہ بن ابی معیط قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ
یہ تینون عبارت باہم مساوی مندرجۂ قرآن ہین **اقول** پادری صاحب کو اپنے اس قول کا مخرج

صحیح بھی لکھنا ضرور تھا تاکہ تصحیح نقل کرکے اسکی تنقیح و تنقید کی جاتی اور پھر بصورت تسلیم اسمیں قرآن کا کیا نقصان ہے کیونکہ اعجاز قرآن فقط اسطقسات کلمات و عناصر عبارات ہی کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ اس تالیف خاص و نظم بالاختصاص کے ساتھ مختص ہے کما قال فی المثل السائر واعلم ان تفاوت التفاضل یقع في تركیب الالفاظ اكثر مما یقع في مفرداتها لان التركیب اعسر واشق الاترى ان الفاظ القرآن الكريم من حيث انفرادها قد استعملتها العرب ومع ذلك فانه يفوق جميع كلامهم ويعلو عليه وليس ذلك الا لفضيلة التركيب وهل تشك ايها المتامل لكتابنا هذا اذا فكرت فی قوله تعالى وَقِيلَ يَآ اَرْضُ ابْلَعِي مَآءَكِ وَيٰسَمَآءُ اَقْلِعِي وَغِيضَ الْمَآءُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُودِيِّ وَقِيلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ انك لم تجد ما وجدته لهذه الالفاظ من المزية الظاهرة الا لامر يرجع الى تركيبها فانه لم يعرض لهذا الحسن الا من حيث تلاقت الاولى بالثانية والثالثة بالرابعة وكذلك الى اخرها فان ارتبت بذلك فتامل هل ترى لفظة منها لو اخذت من مكانها وافردت من بين اخواتها كانت لابسة من الحسن ما لبسته في مواضعها من الاية ومما يشهد بذلك ويؤيده انك ترى اللفظة تروقك في كلام اخر فتكرهها وهذا ينكره من لم يذق طعم الفصاحة ولا عرف اسرار الالفاظ في تركيبها وانفرادها انتہی اور اظہار الحق میں لکھا ہے فان قیل ان فصحاء العرب لما كانوا قادرين على التكلم بمثل مفردات السورة ومركباتها القصيرة كانوا قادرين على الاتيان بمثلها قلت هذه الملازمة ممنوعة لان حكم الجملة قد يخالف حكم الاجزاء الا ترى ان كل شعرة شعرة لا يصلح ان يربط بها الفيل او السفينة واذا سوي من الشعرات حبل متين يصلح ان يربط بهذا الحبل الفيل والسفينة ولانها لو صحت لزم ان يكون كل احاد العرب قادرا على الاتيان بمثل قصائد فصحائهم كامرء القيس واضرابه انتہی اور اتقان میں لکھا ہے اما الاعجاز المتعلق بفصاحته وبلاغته فلا يتعلق بعنصره الذي

هو اللفظ والمعنى فان الفاظه الفاظ عربية قال تعالى قرآنا عربيا بلسان عربي مبين ولا
بمعانيه فان كثيرا منها موجود في الكتب المقدمة قال تعالى وانه لفي زبر الاولين وما في القرآن
من المعارف الالهية وبيان المبدأ والمعاد والاخبار بالغيب فاعجازه ليس براجع الى القرآن من حيث
هو قرآن بل لكونها حاصلة من غير سبق تعليم وتعلم ويكون الاخبار بالغيب اخبارا بالغيب سواء
كان بهذا النظم وبغيره موردا بالعربية اوبلغة اخرى بعبارة او اشارة فاذن بالنظم المخصوص
صورة القرآن واللفظ والمعنى عنصره وباختلاف الصور يختلف حكم الشيء واسمه لابعنصره
كالخاتم والقرط والسوار فانه باختلاف صورها اختلفت اسماؤها لابعنصرها الذي الذهب والفضة
والحديد فان الخاتم المتخذ من الذهب ومن الفضة ومن الحديد يسمى خاتما وانكان العنصر مختلفا
وان اتخذ خاتم وقرط وسوار من ذهب اختلفت اسماؤها باختلاف صورها وانكان العنصر
واحدا قال فظهر من هذا ان الاعجاز المختص بالقرآن يتعلق بالنظم المخصوص وفيه انما يقوم الكلام
بهذه الاشياء الثلثة لفظ حاصل ومعنى به قائم ورباط لهما بالنظم واذا تاملت القرآن وجدت
هذه الامور في غاية الشرف والفضيلة حتى لاترى شيئا من الالفاظ افصح ولا اجزل ولا اعذب
من الفاظه ولا ترى نظما احسن تاليفا واشد تلاوما وتشاكلا من نظمه واما معانيه فكل
ذي لب يشهد له بالتقدم في ابوابه والترقي الى اعلى درجاته وقد توجد هذه الفضائل
الثلث على التفرق في انواع الكلام فاما ان توجد مجموعة في نوع واحد منه فلم توجد الا في
كلام العليم القدير جل شانه واعز سلطانه انتهى وهذا اوان الاختتام بعون الله الملك العلام
وقد تشرف بكتابتها العبد المذنب الراجي الى رحمة الله ابو محمد عبد الله غفرله الله ووفقه
بما يحب ويرضاه واوصله الى غاية ما يتمناه في يوم العشرين من شعبان ۱۳۰۸ سنة من الهجرة
النبوية عليه الصلوة والتحية وكان هذا في كلكتة المحمية واضح ہو کہ جب میں اس رسالے کا
جواب لکھ چکا تو مجھے پادری صاحب کا ایک اور گمنام رسالہ ملا جس میں انھوں نے بزعم خود منقولہ کا جواب
لکھا اور قرآن شریف پر بھی اور کچھ اعتراض کیا ہے اسلیے مناسب معلوم ہوا کہ اسمیں اسکی بھی خبر لیجاے

تا کہ یہ پادری صاحب کا پورا جواب ہو جاوے فہو ہذا۔ **قولہ** فرماییے کہ قرآنِ عثمان مدینے مین کہان سے
آکے موجود ہوا **اقول** جہانتک آپنے خود اپنے رسالے کے صفحہ ۹ و ۱۰ مین انھین حضرت عثمان رضؓ کے حال
مین تحریر فرمایا ہی کہ سات جلد قرآن لکھوا کے ایک مکۃ اللہ ایک مین اور ایک بحرین اور ایک بصرہ اور ایک کوفہ اور ایک
شام کو بھیجی اور ایک جلد مدینے مین رکھی پھر سوال کرتے کیون ہو صاف نامہ یہ حاضر ہے دیکھو تو پتہ کہ خط ملتا ہے کسکا
اور عبارت کسکی ملتی ہی ۔ ہر کس از دست غیر نالہ کند ۔ سعدی از دست خویشتن فریاد + **قولہ** شانے کا
گوشت کانپتا تھا **اقول** اس واقعے مین لفظ فوادی یا بوادر واقع ہی اور ان دونون کے معنی گوشت شانہ
ہرگز نہین من ادعی فعلیہ البیان بالحجۃ والبرھان **قولہ** یحسب یحسبون تحسبون یخصمون
لیکونا لا وصلبن **وقولہ** صفحہ ۲۵ لا تحسبن لا یحسبن کس باب سے ہین کیونکہ یہ سب صیغے قرآن
مجید مین خلاف قاعدہ صرف مندرج ہین **وقولہ** صفحہ ۲۸ اصدق کسکا صیغہ ہے **اقول**
سنقلہ مین لکھدیا گیا تھا کہ ان صیغون کے ابواب وغیرہ ادنی طلبا بھی جانتے ہین ہان یخصمون
ولیکونا مین چونکہ باعتبار ان طلبا کے ذرا دقت تھی اسلیے اسکی تعلیل و توجیہ بھی لکھدی گئی جیسے اصدق
کے لیے لکھا جاتا ہی کہ اصل مین اتصدق تھا مطابق قاعدہ مشہورہ تا کو صاد سے بدل کر صاد کو صاد
مین ادغام کیا پس باوجود اسکے بھی جو پادری صاحب وہی صیغے گردانے جاتے ہین تو انکی خدمت مین
یہ عرض ہی کہ پہلے آپ ان صیغ کی مخالفت صرفی و شناعت وزنی و قباحت حرفی ثابت کیجیے اسکے بعد
جواب لیجیے و الا سے کون سنتا ہی کہانی تری اے یار غلط ۔ کیون بغل مین لیے پھرتا ہی تو طومار غلط
قولہ قلن نسوۃ وسجد الملائکۃ جو کہ از روی قواعد صرف و نحو صحیح و درست ہی قال نسوۃ
وسجد الملائکۃ کو جو خلاف قواعد صرف و نحو ہی عبارت قرآنی کو نحویون نے اپنی اپنی کتاب مین بطریق
امثلہ لکھدیا ۔ قال صیغہ واحد مذکر و نسوۃ جمع مونث ہی محض خلاف قاعدہ ہی پس سجد الملائکۃ یا **اقول**
ماشاء اللہ پادری صاحب کی یہ ایسی فصیح عبارت ہی کہ جسکو دیکھ کر آدمی انکا مبلغ علم معلوم کرسکتا ہی ثانیاً معلوم
نہین کہ قاعدے سے پادری صاحب کو نسا قاعدہ مراد لیتے ہین کیونکہ اگر انھین نحاۃ ثقات کے مستخرجہ قواعد
مقصود ہین تو پھر انپر یہ چوٹ کیسی اور اگر انکے قواعد مستخرجہ کے علاوہ کوئی اور دوسرا قاعدہ ہی تو پہلے

اُسے بیان کرنا اور لوگوں کو تسلیم کرانا اور اُسکا ملتفی بالقبول ہونا ضرور رہتا تاکہ مخالفۃ علی سبیل المطابقۃ متحقق ہوتی والا چہ ثالثاً جس عبارت کو پادری صاحب بزعم خود صحیح فرماتے ہیں درحقیقت وہی غلط اور جسے آنکی سمجھ کی لیاقت غلط تصور کرتی ہے فی الحقیقۃ وہی صحیح ہے کیونکہ لفظ نسوۃ قوم ورہط کے مانند ایسی جمع ہے جسکا واحد نہیں دیکھا قاموس میں لکھا ہے والنسوۃ بالکسر والضم والنساء والنسوان بکسرھن جمع المرأۃ من غیر لفظھا اور ملائکہ اگرچہ ملک کی جمع ہے لیکن جمع تکسیر پس اول کا فعل تو حقیقۃً واحد ہی چاہیے باقی ثانی کا بھی ازروی قاعدہ واحد ہی ہوتا ہے دیکھیے ہدایۃ النحو میں بھی لکھا ہے قام الرجال اور اُسکی شرح درایہ میں لکھا ہے اذا جاءک المؤمنات وقال نسوۃ وقالت الاعراب اور عرب کے کلام میں بھی ایسا ہی آیا ہے دیکھیے ربیع بن زیاد حماسی کہتا ہے ؎ من کان مسرورا بمقتل مالک فلیات نسوتنا بوجہ نہار + وفیہ قالت امرأۃ ؎ وقد علم الاقوام ان بناتہ صوادق اذ یندبنہ وقوامہ + وقال امرء القیس ؎ فظل العذاری یرتمین بلحمہا + وشحم کھداب الدمقس المفتل + قولہ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ کَالْفَخَّارِ وَخَلَقَ الْجَانَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ بنایا آدمی کھنکھناتی مٹی سے جیسے ٹھیکرا اور بنایا جان آگ کی دیگ سے پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے اگر انسان و جن سے مراد جمیع یعنی جمیع انسان اور جن مراد ہیں اور بقیاس معنی جمع پڑی تو کسیطرح کی قباحت نہیں کیونکہ انسان ایک فرقہ ہے اور جن ایک فرقہ ہے یعنی فریقان الانس والجن یکذبان فعل تثنیہ بفاعل ہے اگر صیغہ جمع یکذبون اختصموا کے مثل ہوتا تو خلاف قاعدہ صرف و نحو ہوتا **اقول** اولاً صاحبان علم ذرا پادری صاحب کی عبارت کی بہار دیکھیں و ثانیاً خلق الجان من مارج کا ترجمہ بنایا جان آگ کی دیگ سے ملاحظہ فرمائیں ثالثاً پادری صاحب خیال فرمائیں کہ یہ دونوں عبارتیں باقاعدہ ہیں اور کسی میں کسی طرح کی قباحت نہیں کیونکہ صیغہ تثنیہ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ میں باعتبار لفظ کے ہے اور هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا میں جمع باعتبار معنی کے و کلاہما جائز و شائع فی کلام البلغا کما فی قولہ تعالیٰ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِیْنَ قال فی الجلالین روعی فیہ معنی من وفی ضمیر یقول لفظہا انتہی وقال العدیل بن الفرخ

العجلي الحماسي ؎ کان ثنایاها اغتبقن مدامة * ثوت حججا في أمن ذي قنة فرد +

قولہ نقض معمول کا عامل کون ہے کہ جسکے سبب سے مجرور یعنی زیر ہے جواب مولوی صاحب یہ ہے کہ باے جارہ ہے دیکھیے تفسیر بیضاوی مین یہ ہے کہ فخالفو فمحم ونقضوا فعلنا بھم بنقضھم الخ خلاصہ یہ ہے کہ باے جارہ عبارت قرآنی سے محذوف ہے پس دریافت ہوا کہ باے جارہ قرآن مین کم ہے **اقول** پادری صاحب کے علم وفہم مین البتہ کمی ہے ورنہ قرآن مین نہ کچھ کمی ہے اور نہ زیادتی کیونکہ اصل عبارت قرآن معترضہ علیہا یہ ہے فیما نقضھم میثاقھم اور اسی کی تفسیر مین علامہ بیضاوی نے یہ لکھا ہے فخالفوا ونقضوا فعلنا بھم بنقضھم وما مزیدة للتاکید وفي المدارك ما زائدة افادت تفخیم هذا الامر وهذا التفخیم لایعلمه الا اهل للسان بالسلیقة هکذا في حاشیة البیضاوي ایضا یہی عبارت منقلہ مین لکھی گئی تھی اور پادری صاحب کو اسی کے مطالعے کی ہدایت ہوئی تھی لیکن الھدایة امر من لدنہ اگر پادری صاحب کو یہ نعمت نصیب ہوئی تو مین کیا کرون ؎ چاک کو تقدیر کے ممکن نہین کرنا رفو + سوزن تدبیر ساری عمر گو سیتی رہے + **قولہ** قوم ابرہیم نے مغفرت نہین مانگی بلکہ حضرت ابراہیم کو آگ مین ڈالدیا **اقول** پادری صاحب نے قرآن شریف کی عبارت فما کان جواب قومہ پر یہ اعتراض کیا تھا کہ ب پر نصب کس سبب سے ہے اسکے جواب مین اعراب القرآن کی یہ عبارت لکھدی گئی تھی اعرابہ کا عراب وما کان قولھم الا ان قالوا ربنا اغفر لنا فالجمھور علی نصب اللام علی ان اسم کان ما بعد الا وھو اقوی من ان تجعلھا خبرا والاول اسما لوجھین احدھما ان قالوا یشبه المضمر في انه لا یضمر وھو اعرف والثاني ان ما بعد الا مثبت والمعنی کان قولھم ربنا اغفر لنا دابھم في الدعاء ویقرء برفع الاول علی انه اسم کان وما بعد الا الخبر اسکو تو پادری صاحب سمجھے نہین فقط ربنا اغفر لنا دیکھ کر یہ خیال کرکے کہ ہو نہو اس مین قوم ابراہیم کی مغفرت کا بیان ہے بناء علیہ یہ لکھدیا کہ قوم ابراہیم نے مغفرت نہین مانگی بلکہ حضرت ابراہیم کو آگ مین ڈالدیا لاحول ولا قوة الا باللہ مارے تیر الیھو اور ڈوبے خیر آباد ؎ ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی + این رہ کہ تو میروی بترکستان ست + **قولہ** وان اللہ لمع المحسنین۔ ان ناصب اسم و رافع خبر ہے ان کی خبر مرفوع کہان ہے

مولوی صاحب نے جواب دیا کہ اسکی خبر کائن وغیرہ مقدر و محذوف ہی مولوی صاحب بارہا اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ کو پیش کر کے کہتے تھے کہ خدا قرآن مجید کا حافظ ہی قرآن پاک کوئی گھٹا بڑھا نہین سکتا مولوی صاحب نے لفظ کائن وغیرہ عبارت قرآنی مین داخل کر کے قرآن کی کمی پوری کر دی **قول**

ع برین عقل و دانش بباید گریست + کیونکہ متعلقات و مقدرات کا انکار وہی بیخبر کر سکتا ہی جو کسی زبان مین تلفظ نہین کرتا بلکہ حیوان مطلق کے مانند صُمٌّ بُکْمٌ رہتا ہی ورنہ محاورات انسانی مین جو کلام کریگا وہ متعلقات و مقدرات کو ضرور تسلیم کریگا کیونکہ ہر زبان مین یہ امر خاص بہیأت مخصوصہ پایا جاتا ہی اور اس سے کلام کا گھٹنا بڑھنا بجز پادری صاحب ایسے عالی فہم کے اور کوئی نہین کہہ سکتا حضرت پادری صاحب ذرا ہوش و حواس کو درست رکھ کر اپنے علم و فہم سے کام لیجیے اور یہ یاد رکھیے کہ قرآن شریف بموجب اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ کے بیشک ہر طرح سے محفوظ ہے اور بفحوای لَا یَاْتِیْهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَیْنِ یَدَیْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ کے کسی قسم کی کمی و زیادتی اُسمین داخل نہین ہوسکتی و کیف **ع** چو بزم افروز شمع خویش گردد قدرتِ بیچون + چراغ برق در باد و باران میکند روشن + **قوله** تفسیر بیضاوی پیش کر کے ثُمَّ کَانَ عَاقِبَةَ الَّذِیْنَ اَسَآءُوا السُّوْٓاٰی کو جو کہ اصل عبارت قرآنی ہی چھوڑ کے اسکی جگہ ثم کان عاقبتهم العقوبة او الخصلة السوئی بیان کیا ہی اور عبارت قرآنی پر ترجیح دیتے ہین انصاف فرمایئے کہ تحریف و تبدیل عبارت قرآنی ہوئی یا نہین مفسرین کو چاہیے کہ اصل عبارت کا مطلب بیان کرین نہ کہ اپنی طرف سے عبارت گڑھین مفسرین کتب مقدسہ اصل عبارت یونانی و عبرانی کے مطالب بیان کرتے ہین **اقول** قریب چالیس برس کے عرصہ ہوا ہوگا کہ پادری صاحب عیسائی ہوے اور جب سے برابر مشنری ہی کا کام کرتے ہین لیکن افسوس ہے کہ ابتک تحریف و تبدیل و تفسیر کے معنے خیال شریف مین نہ آئے **ع** چہل سال عمر عزیزت گذشت + مزاج تو از حال طفلی نگشت + خیر اب بھی اگر ان الفاظ ثلاثہ مین ذرا غور کرینگے تو تفسیر کو ہرگز تحریف و تبدیل نہ فرمائینگے اور اپنی بڑ مین جو گڑھنے کا لفظ استعمال کر گئے ضرور اسپر ندامت کھینچینگے **ع** باز آ باز آ صد بار اگر توبہ شکستی باز آ + اور اپنے مفسرین ملیمل کا جو تذکرہ خیر کرتے ہین تو ناحق اپنے بزرگون کے چھپے ہوے عیبون کے ظاہر کرنے مین کوشش فرماتے ہین **ع** سخن طرح

خود کن اگر میل سخن داری * پیرا باید تصرف در زمین دیگران کردن * دیکھیے میور صاحب تاریخ کلیسا مین [لکھتے]
ہین قدیم فیلسوفون کے درمیان یہ رسم ایک عرصے سے جاری تھی کہ اپنی تصنیف کسی دوسرے ایسے شخص
کے نام سے مشہور کردین جسکو سب مانتے ہون تاکہ لوگ اُنکے مضامین کو دل دیکر پڑھین گو یہ عوام الناس کو
معلوم ہو کہ وہ مضامین صرف مصنف کے ہین یہ بات جہان صرف خیالی عقائد در پیش ہین گفتگو بہت شائد
مضر نہو لیکن جب اُسنے دین عیسوی مین راہ پائی تو بجز اسکے اور کیا نتیجہ نکل سکتا تھا کہ عموماً بدگمانی اور تکرار
پیدا ہو اور اُسکے اُسوقت کی صفائی مین داغ لگے اور آئندہ کے لیے بڑی بڑی خرابیون کا سامان
پیدا ہو یہی اُن جعلی انجیلون کی اور اعمالون کی اور مکاشفاتون کی جڑ ہوئی جو لوگون نے کسی نہ کسی حواری
کے نام سے مشہور کردی ہین جو کتابین کہ بہت دن کے بعد لکھی گئین لوگون نے حواریون کے تابعین
کی تصنیف بتلادین اسطرح کی دغا فریب اکثر کسی نئے مسئلے کو قدیم ثابت کرنیکے لیے خواہ تادیب مین کوئی
تازہ بات ایجاد کرنے کیلیے خواہ کسی اندازے کا اختیار حاصل کرنیکے لیے کام مین آتے تھے اور اس مکروہ مگر عام [پسند]
قاعدے کو کہ سچ کی تائید جھوٹ سے جائز ہو سکتی ہے لوگ جب ٹھہراتے تھے چھ سو برس سے زیادہ یہ موجب سوائی کلیسیاے
روم مین بنا رہا اور اُسی کتاب کے صفحہ ۱۹ مین لفظ نسطقی کی تفسیر مین لکھا ہے یہ لفظ یونانی ہے اُس زمانے مین
اسکے معنی صرف علم و دانش کے ہین لیکن آخر زمانے مین عیسائی مصنفون کے درمیان اُس سے مراد اُس
واقفیت سے لی گئی جو راز کے طور پر عقیدون سے یا پوشیدہ تفسیرون سے کہ ہر شخص کو معلوم نہین ہو سکتی
تھی ہوا کرتے تھے انتہی اور عبرانی کا یہ حال ہے کہ پیدائش کے ۱۶ باب کی ۱۲ - آیت مین حضرت اسمٰعیل علیہ السلام
کی شان مین یہ لکھا ہے

והוא יהיה פרא אדם ידו בכל ויד כל בו

یہ عبارت عربی حرفون مین یون لکھی جائیگی وھو یہ یہ پیري آدام یادو بکل وید کل بو اور
اسکا ٹھیک عربی ترجمہ یہ ہوگا وھو یکون انسانا حرا یدہ بالکل وید الکل بہ چنانچہ ترجمہ عربیہ
سنہ ۱۸۱۱ع مین یہی لکھا ہے یدہ فی الکل وید الکل فیہ جسکا اردو یہ ترجمہ ہوگا کہ وہ آزاد آدمی ہوگا اور

اُسکا ہاتھ سب مین اور سب کا ہاتھ اُسمین ہوگا لیکن آپ کے علمای مفسرین اور بہت سے حضرات مترجمین نے یہان جو کارستانیان کی ہین اور اسکے یے لفظین گڑھی ہین اُنکو ملاحظہ فرمائیے نسخہ عربیہ مطبوعہ ۱۸۶۵ء (جسکے عنوان مین یہ لکھا ہے کتاب المقدس المشتمل علی کتب العہد العتیق الموجودة فی الاصل العبرانی وایضا کتاب العہد الجدید لربنا یسوع المسیح طبعہ العبد الفقیر ولیم واطس فی لندن المحروسة ۱۸۶۵ المسیحیة علی النسخة المطبوعة فی رومیة العظمی ۱۶۷۱ لمنفعة الکنائس الشرقیة) مین اس جملے کا یہ ترجمہ کیا ہے هذا سیکون انسانا وحشیا ویدہ ضد الجمیع وید الجمیع ضدہ اور ترجمہ اردو (جسکے عنوان مین یہ لکھا ہے کتاب مقدس یعنی پرانا اور نیا عہد نامہ انکا ترجمہ عبرانی و یونانی زبانون سے زبان اردو مین ہوا جسے تصحیح کرکے اب چوتھی بار چھپواتے ہین میرزاپور مین نارتھ انڈیا بائبل سوسائٹی کی طرف سے ارفن اسکول پریس کے وسیلے ڈاکٹر سیتھر صاحب کے اہتمام سے ۱۸۷۰ء مین چھاپی گئی) مین لکھا ہے وہ وحشی آدمی ہوگا اُسکا ہاتھ سب کے اور سب کے ہاتھ اُسکے برخلاف ہونگے اور اسکے رفرنس مین باب ۲۱ کی آیت ۲۰ کا حوالہ کیا اور وہان یہ لکھا ہے اور خدا اُس لڑکے کے ساتھ تھا اور وہ بڑھا اور بیابان مین رہا اور تیرانداز ہوگیا اور وہ فاران کے بیابان مین رہا اور پھر اسی مترجم نے لفظ وحشی پر یہ ۱۱ نشان دیکر (یا گورخرسا) بھی لکھا ہے اور یہ سب عبرانی لفظ پیرا مین ان حضرات نے یہ گُل کھلایا ہے جسکے معنی پھل پھول پر اوقات بسر کرنے والا یا پھولا پھلا یا خودمختار و غیرتابع و عجیب و انوکھا آدمی بھی ہے جیسا کہ جسنیس و برسلا وغیرہ عبرانی لغویون نے تصریح کی ہے پس باوجود اسکے جو ان حضرات مترجمین نے یہ زہر اُگلا ہے تو لفظ گڑھنا اگر اسکو نہ کہینگے تو اور کسکا نام دھرینگے افسوس ہے کہ ان حضرات مترجمین و مفسرین نے اپنی بائبل کے فحوا و مطلب کو بھی کچھ نہ سوچا کہ اللہ تعالی نے ان جملون کو حضرت ہاجرہ کی تسلی کے مقام پر ذکر فرمایا ہے پس ایسے محل مین ہر عاقل وہی جملہ کہا کرتا ہے جس سے شخص مبتلا کو تسکین ہو نہ ایسا جملہ استعمال کرتا ہے جس سے اُسکا قلق و ہیجان اور بھی بڑھجاے پس مطابق اسکے اس مقام پر جب ایسے ہی معنی لیے جاوینگے جس سے یہ ثابت ہو کہ اللہ تعالی حضرت اسمٰعیل کے اوصاف محمودہ بیان کرکے اُنکی والدہ ماجدہ کی تسلی و تسکین فرماتا ہے یعنی وہ ایک شاندار

وخود مختار و بامراد آدمی ہوگا جیسا کہ آیت ۲ باب ۲۱ مین ہیکہ وہ تیر انداز ہوا تب ہی ٹھیک ہوگا نہ ایسا
جملہ کہ وہ سب کے برخلاف ہوگا اور سب لوگ اسکے برخلاف ہونگے اسمین انکی کیا تسکین ہوئی ہوگی بلکہ
اور حیرانی و پریشانی انکو لاحق حال ہوئی ہوگی بس چونکہ عام عقلا کا کلام بھی اس سے مبرا و معرا ہوا کرتا ہے
الہامی کلامون مین ایسا مضمون کیونکر پایا جاسکتا ہے پس اس سے ثابت ہوگیا کہ یہ حضرات مترجمین و
مفسرین بائیبل کی گڑھت و بناوٹ ہے و بس ع مضمون دزدی یاران نمی باشد غمی مارا ہ چنان بستیم
مضمون را کہ نتواند کسی بردن **قولہ** اذا اسم مبنی پر تنوین یہ کیون ہے الی قولہ اذا جملے کی طرف مضاف
ہو تو جملے کو گرا کے اسکے عوض اذ کو تنوین دیتے ہین نحوی یومئذ و حینئذ الی قولہ یہ تنوین بالجر ہے اور اذا کی تنوین
بالنصب ہے سورۃ العنکبوت وَمَا كُنْتَ تَتْلُوا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ
الْمُبْطِلُوْنَ الی قولہ سورۃ النازعات قَالُوْا تِلْكَ اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ **اقول** پادریصاحب جب آپنے یہان
یہ تسلیم کیا کہ جملہ محذوفہ مضاف الیہ کے بدلے اذا منون ہوا ہے تو اسکے ساتھ یہ بھی کیون نہ خیال فرمالیا
کہ جیسا جملہ محذوفہ ہوگا ویسے ہی تنوین سے اذا منون ہوا کریگا چنانچہ حینئذ و یومئذ کہ انکا مضاف الیہ
جملہ حین اذ کان کذا و یوم اذ کان کذا ہے اسلیے یہ مجرور ہے اور جملہ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ مین اذا
کنت قاریا کاتبا اور اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ مین اذا کرتنا ای رجعتنا تکون رجعۃ خاسرۃ ہے اسلیے
یہ منصوب ہے پس افسوس ہے کہ آپ حیثیات کا فرق نہین کرتے اور ہر جگہ ایک ہی اعتبار جائز رکھتے ہین
وھو کما ترى ع براہ جستجوی او قدم فہمیدہ نہ سالک ہ کہ موسیٰ بے عصا این راہ نتوانست طی کردن
قولہ سورۂ یوسف رکوع ۴ قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ الَّذِيْ لُمْتُنَّنِيْ فِيْهِ الی قولہ ذلکن اسم اشارہ
جمع مونث ہے ذلک اسم اشارہ مذکر کی جگہ پر کیون استعمال کیا کیونکہ مشار الیہ مذکر ہے کیا فصاحت و
بلاغت کے یہی معانی ہین کہ ذٰلِكُنَّ اسم اشارہ جمع مونث کو ذلک اسم اشارہ مذکر کی جگہ پر مشار الیہ مذکر
کے لیے استعمال کرین اور یہان پر مشار الیہ حضرت یوسف ہین اگر عبارت قرآنی قَالَتْ فَذٰلِكَ الَّذِيْ
لُمْتُنَّنِيْ فِيْهِ ہوتی تو از روی قواعد صرف و نحو درست ہوتی ای فہو ذلک العبد الکنعانی الذی
لمتننی فیہ **اقول** یہ سب تو آپ فرما گئے لیکن تفسیر بیضاوی وغیرہ مین جو یہ جملہ ہے اسپر

نظرنا الی فهذا هو الذي لمتني فيه فوضع ذلك موضع هذا رفعا لمنزلة المشار اليه انتهى
کاش اگر آپ اسکو ملاحظہ فرماکر ذرا بھی غور فرماتے تو یہ اعتراض ہرگز نکرتے اور قرآن شریف کی بمثیل فصاحت
و بلاغت پر ضرور ایمان لاتے ع واذا خفيت على الغبي فعاذر + الا ترانی مقلة عمياء **قوله**
سورہ منافقون رکوع ۱ سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ الی قوله
اَسْتَغْفَرْتَ کس کا صیغہ اور کس باب سے ہے جو کہ ہمزہ بالنصب ہے اگر باب استفعال سے ہے تو ہمزہ بالکسر ہونا چاہیے
الی قوله ہمزہ وصلی ہے نہ قطعی الی قوله اگر ہمزہ استفهام ہے تو محذوف ہمزۂ وصلی کی کیا وجہ ہے اور ترجمے مین ہمزہ
استفهام کا ترجمہ فارسی اردو مین نہین ہے اور تَسْتَغْفِرْ کے بعد لَهُمْ کا ترجمہ اردو مین کیون ترک کیا
و اَسْتَغْفَرْتَ صیغۂ ماضی کو استغفر صیغۂ امر کی جگہ کیون استعمال کیا **اقول** پیارے پادری صاحب خود
ہی سوال کر گئے بہت ساز ہر اگل گئے بس نمبر وار ہم سبکے جواب پیش کرتے ہین ع گر قبول افتد زہی عز و شرف
پہلے سوال کا جواب تو پادری صاحب نے خود ارشاد فرمایا ہے کہ اَسْتَغْفَرْتَ صیغۂ ماضی الی قوله باب استفعال
سے ہے اور ثانی کا جواب اعراب القرآن مین یہ لکھا ہے والهمزة في استغفرت لهم مفتوحة همزة
قطع وهمزة الوصل محذوفة وفي حاشية البيضاوي بفتح الهمزة لكونها همزة الاستفهام
وسقوط همزة الوصل اور ثالث کا یہ جواب ہے کہ جب لفظ اَمْ کا ترجمہ کیا گیا تو ہمزۂ استفهام کے ترجمے
کی ضرورت نرہی کیونکہ اُسی سے مطلب سمجھا جاتا ہے کما لا يخفى اور رابع کا یہ جواب ہے کہ جن تراجم قرآن
مین لفظی ترجمہ کیا گیا ہے اُنمین لفظ لَهُمْ کا بھی ترجمہ ہوا ہے اور جنمین مرادی ترجمہ ہوا ہے اُنمین اُن ضمائر وصلات
کے ترجمے کی کوئی ضرورت نہین سمجھی گئی کیونکہ نفس مطلب بدون اُنکے بھی حل ہو جاتا اور ہر شخص اصل مطلب
بوجھ جاتا ہے پس باوجود اسکے بھی اُنکا ترجمہ کرنا اردو فارسی ترجمون کو غیر فصیح کرنا بلکہ بعض جگہ غیر مفهوم و معقد
کر دینا ہے جیسے کہ ان نقائص و عیوب سے آپکے بائبل کے ترجمے مملو و مشحون ہین کما لا يخفى على المتدرب
اور خامس کا یہ جواب ہے کہ ماضی مین تصرم و تحقق ہوتا ہے اسلیے ایسے محل مین بھی مذکور ہوا کرتا ہے کما لا
يخفى على المهرة **قوله** سورہ بقرہ رکوع ۱۲ وَمَا يَكْفُرُ بِهَآ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ سورة الانفال رکوع ۴
اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ الا فی الفاسقون والمتقون کے واو کو عمل بالنصب اعراب بالجر دیا یون

نہین کیا کیونکہ الا حرف استثنا مستثنے منہ کے بعد آتا ہی مستثنی کو نصب کرتا ہی **اقول** قال فی
ہدایۃ النحو وان کان مفرغا بان یکون بعد الا فی کلام غیر موجب والمستثنی منہ غیر مذکور
کان اعرابہ بحسب العوامل تقول ما جاءنی الا زید وما رأیت الا زیدا وما مررت الا بزید کاش
پادری صاحب نے اگر یہ عبارت بھی دیکھی ہوتی تو یہ سوال نکرتے ؎ چشم ہر کس کہ شد از سرمہ عرفان روشن
آتش طور ز ہر سنگ تواند دیدن ٭ **قولہ** سورۃ الزخرف رکوع ۷ الاخلاء یومئذ بعضہم لبعض عدو
الا المتقین ؕ الی قولہ عمل بالنصب اعراب بالحرف یا کیا یعنے جو واو کہ المتقون مین ہی یا ئل کر کے المتقین کیا
آپ فرمائیے کہ سورۃ البقرہ وسورۃ الانفال مین الا نے کیون نہ عمل کیا اور سورۃ الزخرف مین عمل کیا
اسکی کیا وجہ ہی **اقول** اسکی یہی وجہ ہی کہ وہ استثنا مفرغ ہی اور یہ متصل ہے اور اسکا وہی اعراب ہوا کرتا ہی
اور اسکا یہی کاش آپ ہدایۃ النحو وکافیہ بھی سمجھکر پڑھے ہوتے تو یہ سوال نکرتے کیونکہ اس مین آپ کی
قلعی کھل جاتی اور رہی سہی قابلیت بھی ظاہر ہو جاتی ہی ؎ ترا آہ دل مجنون چو دامنگیر شد لیلی ٭
درین رہ محملی خود را بشبی پی میتوان کردن ٭ **قولہ** سورۃ الانبیاء رکوع ۲ لو کان فیہما آلہۃ
الا اللہ لفسدتا الی قولہ سورۃ آل عمران رکوع ۷ وما من الٰہ الا اللہ علامہ جمال الدین نے جو کہ
سورۃ الانبیاء مین کا الا حرف استثنا اللہ کی جمع آلہۃ جمع منکورہ غیر محصورہ مستثنی منہ کے بعد اور الا
کے بعد اللہ کو بالضم مستثنی بیان کیا کہ یہان الا غیر کے مانند صفت ہی غیر کا عمل الا کے مانند ہوا اس سبب سے
الا ناصب نہین اب جناب مولوی الشیخ ابن حاجب کا قاعدہ آل عمران رکوع ۷ مین کیا ہوا کہ الا اللہ
مستثنے منہ کے بعد واقع ہی اور الٰہ جمع منکورہ غیر محصورہ نہین ہی اللہ مستثنی منصوب نہوکے بالضم کیون ہی
اقول علامہ ابن حاجب کے دونون قاعدے بجاے خود صحیح ہین ایک کو تو آپ تسلیم ہی کرتے ہین
باقی دوسرا وہ بوجہ مستثنی مفرغ کے بحسب عامل اپنے مرفوع ہے کما لا یخفی وقد مر ہرا افتد کرے
از تغافل حریف ما نشنید ما شنیدہ ایم ٭ یار را انگشت در گوش ست وما را در دہن ٭ **قولہ** ان ہذا
الا سحر مبین ؕ اگر عبارت قرآنی ان ہذا الا سحرا مبینا ہوتی تو از روی قاعدہ صرف ونحو درست
تھی کیونکہ الا حرف استثنا مستثنے منہ کے بعد و مستثنی کے قبل واقع ہی مستثنی کو نصب کرتا ہی **اقول**

یہ حکم مستثنٰے متصل کا ہے اور یہ مستثنٰی مفرغ ہی اور اسکا اعراب بحسب عوامل ہوا کرتا ہے کما مرفتہ کر
ع گر سخن از خود نداری بہ کہ بربندی لسان ⁂ یکی چون خامہ انی حرف مردم بر زبان ؛ قولہ سورہ المائدہ
رکوع ۱۰ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اِلٰهٌ اگر مستثنٰی منہ کو غیر محصورہ سمجھ کے مستثنٰی کو حرف استثنا الا کے بعد ضمہ دیا ہے
تو سورہ یونس رکوع ۲ مین اِلَّا النَّاسُ غیر محصورہ کے بعد واقع ہی مستثنٰی اُمَّۃً کو ضمہ کیون نہ دیا وَمَا کَانَ
النَّاسُ اِلَّا اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا اقول حضرت پادری صاحب وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ وَاحِدٌ مین
جو آپ سمجھتے ہین وہ سمجھکر ضمہ نہین دیا گیا ہی بلکہ ان دونون آیتون مین مستثنٰی مفرغ ہونیکے سبب سے بحسب عوامل
اعراب دیا گیا ہے پہلا چونکہ محل خبر مین ہی اسلیے مضموم ہوا و ثانی کان کی خبر ہی اسلیے منصوب کیا گیا
اور الا ان دونون مین فارغ عن العمل ہا فتامل فانہ دقیق جدًا قولہ سورہ ہود رکوع ۲ اُولٰٓئِكَ
الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ از روی قاعدہ الا النار چاہیے سورہ الرعد رکوع ۳ وَمَا الْحَيٰوةُ
الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ اگر متاعًا ہوتا تو از روی قاعدہ منضبطہ صرف و نحو عبارت صحیح و درست ہوتی
اقول چونکہ ان دونون آیتون مین بھی پہلی آیتون کے مانند مستثنٰی مفرغ ہین اسلیے از روی قاعدہ
منضبطہ صرف و نحو یون ہی درست ہین لیکن اگر آپ کی فہم عالی درست ہو گی تو یہ سب آپ کو درست
معلوم ہونگی والا ع فکم من عائب قولا صحیحا ؛ وآفتہ من الفہم السقیم ؛ قولہ سورہ
یوسف رکوع ۱۰ اِسْتَيْئَسُوْا تَايْئَسُوْا يَايْئَسُ ۱۱ اِسْتَيْئَسَ یہ کسکے صیغے ہین اور الف کو تا و یا کے
مابعد زائد کرنے کی کیا ضرورت ہی و عین فعل بالنصب کیون ہی کیا فصاحت کے سبب سے یہ لغات مستعمل ہین
اقول فصول اکبری پڑھنے والا بھی ان صیغون کو بتلا دیگا لکن زیادۃ السین والیاء فہو للمبالغۃ
کما فی البیضاوی وفیہ عن البزی استایس بلا الف وفتح الیاء من غیر ہمزۃ واذا وقف
حمزۃ القی حرکۃ ہمزۃ علی الیاء علی اصلہ انتہی اور اس مین مخل بالفصاحۃ کون امر ہی آپ کو اسے
بیان کرنا تھا والا جرح مجرد کوئی جرح نہین اور اسکے فصیح ہونے کے لیے قرآن مین آنا و فصحای عرب عربا
کے محاورے مین پایا جانا کافی ہی اما الاولی فظاہر و اما الثانی فقال مالك بن عوف ع لقد
يئس الاقوام اني انا ابنه ؛ وان كنت عن ارض العشيرة نائبا ؛ کما فی الاتقان عن ابن

لعیاش والجمع وقال سحیم بن وبیل الیربوعی ے اقول لاہل الشعب اذ نا سرونني + الم تیئسوا اني
ابن فارس زهدم + کما فی الصحاح والجمع وقال المتلمس الحماسی ے الم تران الجون اصبح
راسیا + تطیف به الایام ما یتأیس وقال محمد بن بشیر الحماسي ے لا تیأسن و
ان طالت مطالبه + اذا استعنت بصبر ان تری فرجا + وقال لبید ے حتی اذا یئس
الرماۃ وارسلوا + غضفا دواجن قافلا اعصامها + قوله سورۃ الانعام رکوع ۷ لِتَسْتَبِیْنَ
کس کا صیغہ ہے اس فعل اور اسکے فاعل و مفعول مین کیون اختلاف ہے وَکَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ
وَلِتَسْتَبِیْنَ سَبِیْلُ الْمُجْرِمِیْنَ واو عطف محض غلط ہے اگر عبارت فارسی ترجمہ قرآن کو غور فرمائیے
تو صاف ظاہر ہوگا کہ مولوی ولی اللہ صاحب واو عطف کو غلط سمجھ کے عبارت فارسی مین نہین لائے
اگر عبارت قرآنی وکذلك نفصل الایات لتستبین سبیل المجرمین یون ہوتی تو از روی ترجمہ
فارسی مولانا شاہ ولی اللہ صاحب درست ہوتی۔ ترجمہ فارسی ۔ وہمچنین تفصیل میکنیم نشانہا را تا ظاہر شود راہ
ستمگاران اقول صیغہ تو اسکا ظاہر ہے باقی فاعل و مفعول مین جو اختلاف ہے اسکا جواب یا در تفسیر صاحب اسی صفحے
مین خود تحریر فرماتے ہین قرأ نافع بالتاء ونصب السبیل علی معنی ولتستوضح یا محمد سبیلهم
فتعامل کلا منهم بما یحق له فصلنا هذا التفصیل وابن کثیر وابن عامر وابو عمرو ویعقوب
وحفص عن عاصم برفعه علی معنی ویستبین سبیلهم والباقون بالیاء والرفع علی
تذکیر السبیل نافع نے فعل کو بالتاء و سبیل کو بالنصب اسلیے پڑھا کہ اے محمدؐ تو انکی راہ ظاہر کریگا
اور جو کچھ احکام حق انکے بارے مین ہین انکے لیے کما حقہ تعمیل کریگا اسواسطے ہمنے تفصیل الآیات بیان کی
وابن کثیر وابن عامر وابو عمرو ویعقوب وحفص شاگرد عاصم نے فعل کو بالتاء و سبیل کو سبیل اسلیے پڑھا کہ انکی راہ
ظاہر ہوگی اور باقیون نے فعل کو بالیاء لیستبین کو لتستبین و سبیل کو مذکر بالرفع کہ انکی راہ ظاہر ہوگی انتہی
باقی یا در تفسیر صاحب جو واو لتستبین کو غلط فرماتے ہین اور اسکے ثبوت وسند مین مولانا شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ کا ترجمہ
دکھلاتے ہین تو ہم کہتے ہین کہ معاذ اللہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اسکو غلط نہین ٹھہراتے بلکہ وہ تو اسی ترجمے کے
حاشیے مین یہ تحریر فرماتے ہین۔ نزدیک مترجم آنست کہ این واو زائد ست مثل واو وفتحت ابوابها اور

علامہ بیضاوی لکھتے ہین ویجوز ان یعطف علی علتہ مقدرۃ ای نفصل الآیات لیظہر الحق
ولیستبین پس کوئی مترجم مسلمہ اسکو غلط کہتا ہو اور نہ معاذ اللہ باطل ٹھہراتا ہو ہان بعض اسکو علتہ مقدرہ
پر معطوف قرار دیتے ہین اور بعض زائدہ مؤکدہ تجویز فرماتے ہین ولہما محمل حسن کما لایخفی **قولہ** اصل عبارت
قرآنی مین بیشمار ردوبدل ہے کیونکہ کوئی قاری لتستبین کو لیستبین اور کوئی لیستبین
اور سبیل کو فعل لتستبین کا فاعل اور کوئی مفعول پڑھتا ہو ان بیانات قرارات سے نہ صرف تحریف عبارت قرآنی
پائی جاتی ہے بلکہ مضامین مین آسمان و زمین کا فرق ہو اگر قرار کے تمام قرآن اجتماع کیے جائین تو اسقدر اختلاف
عبارت پایا جائیگا کہ ایسی ردوبدل و تبدیل عبارات کسی کتاب مین نہین ہو **اقول** پادری صاحب کے
بڑے بڑے اکابر علما اس امر کو تسلیم کر چکے ہین کہ دنیا مین قرآن کے سوا کوئی ایسی صحیح الاصل و محفوظ المتن کتاب
نہین ہو جو اپنے زمانہ شیوع سے آجتک بلا ردوبدل ہو بہو بعینہ موجود ہو اور ان اختلافات قراء مین ذرہ
برابر بھی کوئی مضمون اصلی قرآن کا نہین بدلتا چہ جائیکہ معاذ اللہ آسمان و زمین کا فرق پڑ جاے کیونکہ در حقیقت
یہ حضرات قرار بھی مفسرین قرآن کے مانند محال مختلفہ سے باحسن وجوہ اسکی تفسیر فرماتے ہین اور قرارات مختلفہ
سے بانواع متنوعہ نفس مطالب و اصل و مآل و مقصد مین سب ایک ہی مضمون ارشاد کرتے ہین عباراتنا
شتی وحسنک واحد لیکن پادری صاحب جو یہ لکھتے ہین کہ اگر قراء کے تمام قرآن اجتماع کیے جائین
تو اولاً قرارات کی جگہ قرآن لکھتے ہین و ثانیاً جمع کی جگہ اجتماع تحریر فرماتے ہین اور ثالثاً اس سے مطلق
خبر نہین رکھتے کہ ان قراء کی تمامی قرارات ہمارے یہان مدون ہو چکین اور شاطبی و نشر وغیرہ کتابین اسی
غرض سے تصنیف و تالیف ہوئی ہین اور انمین سب کی چھان بین و جانچ پرتال بخوبی ہو چکی ہو کہین سے
کسی طرح یہ ثابت نہین ہوتا کہ معاذ اللہ ان قرارات متنوعات سے نفس مضمون قرآن بدل جاتا یا معاذ اللہ
الٹ پلٹ جاتا ہو ہان پادری صاحب کی توریت و اناجیل البتہ ان محامد جلیلہ و اوصاف جمیلہ سے مملو ہین چنانچہ
اعجاز عیسوی وغیرہ رسالون مین کچھ اسکی قلعی کھولی گئی ہو پس پادری صاحب ایسا واہیات اعتراض کرکے ناحق
اپنا عیب کھلواتے اور فتنۂ خوابیدہ کو جگاتے ہین ؎ چو تیر انداختی بر روی دشمن ٭ چنان دان کاندر آماج
نشستی **قولہ** سورۂ فاطر رکوع ۳ ولا تزر وازرۃ وزر اخری بجز لفظ اخری شل مستثنرات ثقیلہ ہو مستثنرات

مین تا اور زا ایک مخرج سے ہین اسی سبب سے ثقیل ہے وہی حال تزدد کا کہ جسکے سبب سے ثقیل ہے تنذر کو بھی ثقیل تصور فرمائیے **اقول** ستشزرات اس سبب سے ثقیل نہین ہے کما سیأتی اگر آپکے پاس اسکی کوئی دلیل ہو تو بیان فرمائیے والا دعوی بے دلیل قبول خرد نہین اور جب اسکا اس سبب سے ثقیل ہونا باطل ہوا تو اسپر تزدد وازدرة وزر اور تنذر کا متفرع کرنا بھی باطل ہوگیا کما لا یخفی ومعہذا قال **ابو نواس** ساخذ من قولیہما طرفیہما + واشربہا لا فارق **الوازر الوزر**+ اور تنذر کو کوئی اسپر قیاس نہین کرسکتا کما لا یخفی ومعہذا قال ابن احمر کما فی **الصحاح** کودون لیلی من تنوفیۃ + لماعتہ **تنذر** فیہا النذر + اور لفظ اخوی کو آپنے بیان مستثنی فرمایا ہے اور اپنے نسخہ مین اسپر بھی ایک قلم مارا ہے لیکن یہ نہ سوچا سے چراغی را کہ ایزد بر فروزد + ہر آنکس تف زند ریشش بسوزد + **قولہ** سورۂ بنی اسرائیل رکوع ۷ استفزز توازحد ثقیل ہے **اقول** یہ دعوی بلا دلیل ہے کیف وقد قال فی **القاموس** فزعنی عدل وانقرد والظبی فزع والرجل یفز فزازۃ وفروزۃ توقد وفلانا عن موضعہ فزازا والجرح یفز فزیزا سال وندی واستفزہ استخفہ وفی **الصحاح** وقعد مستفزای غیر مطمئن وافزرتہ افزعتہ وازعجتہ وطیرت فؤادہ قال **ابو الذیب** والدہر لا یبقی علی حدثانہ + شبب **افزتہ** الکلاب مروع + **قولہ** اگر علامۂ تفتازانی کی عبارت کان من قرب المخارج اوبعدہا اوغیر ذلک کو بنظر غور تصور فرمائیے تو اظہر من الشمس ہے کہ الواعہد ثقیل ہے **اقول** عبارت علامۂ تفتازانی کو بخوبی غور کیا اس سے ابین من الامس ظاہر ہوا کہ الواعہد غیر ثقیل ہے وشواہدہ قدمر **قولہ** اور علامۂ تفتازانی نے بیان کیا ہے کہ بعض علما کا یہ ظن ہے کہ مستشزرات اس سبب سے ثقیل ہے کہ شین تا و زا کے درمیان ہے سورۃ الروم رکوع ۳ تنتشرون سورۃ الانعام رکوع ۹ تشرکون انمین شین تا و را کے درمیان ہے اور را و زا کا ایک مخرج ہے الی قولہ مطابق اسکے یہ دونون مستشزرات کے مانند ثقیل ہین **اقول** علامۂ تفتازانی نے اس ظن کو رد کیا ہے نہ کہ اسکو معتبر سمجھکر بیان کیا ہے کما قال فی المطول زعم بعضہم ان منشأ الثقل فی مستشزرات ہو توسط الشین المعجمۃ التی ہی من المہموسۃ الرخوۃ بین التاء التی ہی من المہموسۃ الشدیدۃ والزاء المعجمۃ التی ہی

من المجهورة ولو قال مستشرف لزال ذالك الثقل وهو سهو لان الراء المهملة ايضاً من المجهورة فيجب ان يكون مستشرف ايضاً متنافراً بل منشأ الثقل هو اجتماع هذه الحروف المخصوصة انتهی پس بنا بر اسکے تَتَشَرَّفُوْنَ و تُشْرِكُوْنَ وغیرہ کوئی ثقیل نہین کما لا یخفی مستعذا مین نے اسکے شواہد و نظائر بھی فصحاے عرب عربا سے نقل کر دیے ہین فتذکر **قولہ** مولانا غیاث الدین نے جمع علم وصدق قول کی مثالون سے قرآن کی ثقالت کما حقہ ظاہر کر کے علماے دین محمدیہ کے لب بند کر دیے سورۃ البقرہ رکوع ۳۴ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ سورۃ المائدہ رکوع ۸ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ سورۃ الانفال رکوع ۲ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ سورۂ آل عمران رکوع ۲۰ اَضْعَفُ عَمَلَ سورۃ الحجر رکوع ۲ نَحْنُ نُحْيِيْ سورۃ النساء رکوع ۱۳ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ یہ تمام الفاظ قرآنی جمع علم وصدق قول کو جو مولوی محمد غیاث الدین نے مثال دی ہے اسکے مانند ہین **اقول** افسوس ہے کہ مدت سے پادری صاحب مشن کا کام کرتے ہین لیکن ابتک غیاث اللغات کا مطلب بھی نہین سمجھ سکتے کیونکہ مولوی غیاث الدین رامپوری نے غیاث اللغات مین بتحقیق لفظ فصاحت یہ لکھا ہے فصاحت کشادہ سخن شدن وتیز زبانی وخوشگوئی از منتخب و باصطلاح معانی کلام ست از الفاظیکہ بر زبان زد بلغا باشد واز ضعف ترکیب کلمات یعنی ترکیب غیر مانوس والفاظ ثقیل ودرشت مثل اجتماع دو حرف از یک جنس کہ موجب ثقل ست چنانچہ درین الفاظ جمع علم وصدق قول کہ دو عین ودو قاف جمع شدند والفاظ غیر مانوس ولغات مشکلہ کذا فی مختصر المعانی ودیگر رسائل انتہی اسکی اور قیود کو تو پادری صاحب بالکل بھول گئے لیکن جملۂ اخیرہ کی فقط دو مثالون پر بھولکر قرآن شریف کی ثقالت ثابت کرنے لگے اور یہ نسمجھے کہ مولوی غیاث الدین صاحب نے یہ زبان فارسی کیلیے لکھا ہے کیونکہ حرف عین وقاف حروف مخصوصۂ عربیہ سے ہین کہ فارسی مین ہرگز نہین آتے چنانچہ مولوی روشن علی قوا عد فارسی مین لکھتے ہین ؎ ہشت حرفست آنکہ اندر فارسی نایدہمی ٭ تا نیاموزی نباشی اندرین معنی معاف ٭ بشنو از من تا کدام ست آن حروف یاد گیر ٭ ثا و حا و صاد و ضاد وطا و ظا و عین وقاف ٭ اور پھر بھی حضرت خواص حروف تہجی مین لکھتے ہین وہمچنین اگر عین در کلمۂ فارسی یافتہ شود در اصل الف بودہ کہ بتغیر لہجہ عین خوانند اور حرف قاف کی بیان مین لکھتے ہین این حرف در فارسی نیامدہ واگر یافتہ شود در اصل غین بود یا کاف چون قالیچہ وقلندر انتقال آن اما قند معرب کند ست انتہی پس زبان فارسی کی یہ غایت درجہ کی فصاحت ونہایت مرتبہ کی بلاغت ہے کہ اس مین الفاظ

زبان غیر نہ آوین چنانچہ شاہنامہ طوسی اسی صفت کے سبب بے مثل ہو رہا ہے لیکن جب فارسی زبان مین کوئی حرف
عربی کا آویگا تو ضرور اسکی سناجت فصاحت کو گھٹاویگا خصوصاً اس حال مین کہ بموجب یک فشد دو شد کی دو دو
حرف اکٹھا آجاوینگے تو بیشک اُسکو مرتبہ فصاحت سے گراوینگے اسی بنا پر صاحب شیایات نے یہ سب لکھا اور اسی لیے
فقط انھین دو مثالون پر اکتفا کیا کیونکہ انکے ماسوا مین یہ ترکیب بلا تردد جائز ہے جیسے شرف الدین بخاری لکھتے ہین
؎ بین آن نیم من کہ بماند ٭ پای شوید ہر انکہ می داند + اور حضرت خواجہ حافظ فرماتے ہین ؎ شکر شکن
شوند ہمہ طوطیانِ ہند ٭ زین قندِ پارسی کہ بہ بنگالہ میرود + اور غنی کہتے ہین ؎ چشم کرم مدار ز شاہان کہ
جز نمد ٭ آئینہ خلقے ز سکندر نیافتہ است + اور میرزا صائب لکھتے ہین ؎ ما حجاب آلودگان ز اجراتِ پروانہ نیست ٭
گردِ سر گردیدنِ ما گردِ دل گردیدن ست + اور علی حزین فرماتے ہین ؎ چرا بارِ دلِ نازک کنم نازِ طبیبان را ٭
کہ آن لعلِ مسیحا دم مرا بیمار نگذارد + اور حضرت سعدی ارشاد کرتے ہین ؎ اطفال پرند و مرد درویش ٭
خرما بجور رند و زر نباشد + اور میرزا قتیل شجرۃ الامانی مین لکھتے ہین فصاحت کلمہ خالی بودن لفظ ہست از غرابت
چون ملماس یعنی مسلم و عقیان بجا نر و سرحان بجا گرگ و دیگر اصطلاح و محاورہ یک لفظے کہ در استعمال نباشد و تنافر حروف
و آن جمع شدن حروف ثقیلہ ست چون ہعخع یعنی چراگاہ و بیشہ وار زینفارسی انتہی اور پھر عربی و فارسی دونون مین
جب ایسے قریب المخارج حروف مکرر و متوالی یعنی متعدد پے درپے واقع ہون تو البتہ وہ عیب سمجھے گئے ہین ورنہ الا دو ایک
لفظ مخل بالفصاحۃ نہین ہین دیکھیے مطول مین لکھا ہے والتنافر ان یکون الکلمات ثقیلۃ علی اللسان
فمنہ ما ھو متناہ فی الثقل کقولہ ؎ ولیس قرب قبر حرب قبر + وقبر حرب بمکان قفر ٭ ومنہ
ما دون ذلک مثل قولہ ای ابی تمام ؎ کریم متی امدحہ امدحہ والوری معی واذا ما لمتہ لمتہ
وحدی قال المصنف رح فان فی امدحہ ثقلا لما بین الحاء والھاء من القرب فلعلہ اراد ان فیہ
شیئا من الثقل فاذا انضم الیہ امدحہ الثانی تضاعف ذلک الثقل وحصل التنافر المخل بالفصاحۃ
انتہی اور مستطرف فی کل فن مستظرف مین لکھا ہے ومن المستحق فی الالفاظ تباعد مخارج الحروف فاذا
کانت بعدۃ المخارج جاءت الحروف متمکنۃ فی مواضعہا غیر قلقۃ ولا مکدودۃ والمعیب من
ذلک کقول القائل ؎ لو کنت کنت کتمت الحب کنت کما + کنا وکنت ولکن ذاک لم یکن ٭ وکقول

بعضهما ایضاً ع ولا الضعف حتی یبلغ الضعف ضعفه + ولا ضعف ضعف الضعف
بل مثله الف ۞ اور میرزا قتیل شجرۃ الامانی میں لکھتے ہیں فصاحت در کلام آراستگی عبارت بالفاظی ست کہ دران
تنافر حروف راہ نباشد یا خود متنافر نباشد مثال آن از علم و عمل علم عزت برافراشتہ و دیگر قلعہ قلوب قدریان قافلہ
قرب از قشون قلق آنقدر وہ قدح پیمایان قرابہ قرب قادر ذوالمنن و دست تاسف عنان نشاط از کف اختیار با
گردگان صحرای اشتیاق قامت آن بریق قین خراب و بر سر است اور پادری صاحب کی مستند مولوی غیاث الدین احمد
غیاث اللغات میں بضمن تحقیق لفظ تنافر تحریر فرماتے ہیں تنافر نفرت نمودن و گریختن ست و باصطلاح علم معانی اجتماع
الفاظی چند کہ تلفظ با آنہا ثقیل باشد و از ان طبع نفرت گیرد چنانچہ صدق قول و چنانچہ عمارت توران و خصوصاً کہ یکدم
از دو سہ بار بگوید چنانچہ این الفاظ خواجہ توجہ بتجارت میکنی انتہیٰ اور با این ہمہ فصحا و بلغا کے کلام میں ایسی
تکرار مکرر و متوالی بھی آئی ہے فارسی میں طوطی ہند امیر خسرو دہلوی فرماتے ہیں ع بیچارہ خسرو خستہ را خون بخشش
فرمودہ است بخلقی بمنت یک طرف آن شوخ تنہا یکطرف + اور حضرت جامیؒ فرماتے ہیں ع در اصلاب
کرم رسم قدیم ست ۞ کریم ابن الکریم ابن الکریم است + و فی العربی قال الشاعر ع رأیت صبیا علی
قصیر یحجل المیدن والهلا لا + فقلت ما اسمك فقال لولو فقلت لی لی فقال لا لا + وقال
الشیخ عبد القادر الجیلی رحمۃ ع کفاك ربك کم یکفیك واکفة + کفکافها کمین کان
من کلکا + تکر کرا کرا الکر فی کبد + تحکی مشکشلة کلکلك لکلکا + کفاك ما بی کفاك الکاف
کربته + یا کوکبا کان یحکی کوکبا لفلکا + وقال امرء القیس ع غموص عضو من الجحل لوانها مشت
بعند باب السبسبین لکالانفصل + الا لا الا الالاء لا لا الاء لابث + و لا لا الا الاء لا لاء من رحل
فکم کم و کم کم ثم کم کم و کم کم + قطعت الفیافی والمها متهلوامل + وکاف و کفکاف و کفی
بکفها + و کاف کفوف الودق من کفها انهمل + فلو لو و لو لو ثم لو لو و لو لو + دنا دار سلمی
کنت اول من وصل + و فی فی و فی فی ثم فی فی و فی فی + و فی وجنتی سلمی اقبل لو امل + وسل سل
وسل سل ثم سل سل وسل وسل + وسل دار سلمی والربوع فکم اسل + وشمل وشمل ثم
شمل عشمل + علی حاجبی سلمی یزین مع المقل + پس ان سب سے یہ ثابت ہوا کہ امر فصاحت و منافرت

قرب المخارج و بعد المخارج کی تکرار و توالی وغیرہ پر موقوف نہین ہی بلکہ اسکا مدار فقط اہل لسان کے اذواق صحیحہ پر ہے جسکو وہ فصیح سمجھین وہی صحیح ہی اور جسکو وہ مخل و منافر جانین وہی قبیح کما قال العلامۃ الچلپی في حاشیۃ المطول وقد صرح ھناك بأن عمدۃ الذوق الصحیح ثقیل المتعسر النطق فھو متنافر سواء کان من قرب المخارج او بعدہ او غیر ذلك اور اسمین کوئی شبہہ نہین کہ عرب عربا نے اس کیت معترضہ پادری صاحب کو صحیح کہا اور انکے فصحا و بلغا نے بحسب اذواق صحیحہ اپنے اسکو فصیح سمجھا ہی کما قال طرفۃ وان شئت سامي واسط الکور رأسھا ، وعامت بضبعیھا نجاء الخفیدد وقال ایضاً وان یقذفوا بالقذع عرضك اسقھم ، بکأس حیاض الموت قبل التھدد وفی الحماسۃ لا یحمل العبد فینا فوق طاقتہ ، ونحن نحمل ما لا تحمل القلع اب پادری صاحب کے لب ایسے بند ہو گئے کہ پھر کھل نہین سکتے اور بمقابل ان ادلۂ قاطعہ و براہین ساطعہ کے قرآن شریف کی فصاحت و بلاغت پر آ وہ کچھ سخن نہین آسکتے وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا فالحمد للہ واللہ اکبر کبیرا **قولہ** فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا اقْتُلُوهُ أَوْ حَرِّقُوهُ فَأَنْجَاهُ اللَّهُ مِنَ النَّارِ اگر عبارت قرآنی سورہ عنکبوت رکوع ۳ فما کان جواب قومہ غیر ان قالوا بعضھم لبعض اقتلوہ و حرقوہ فانجاہ اللہ من النار ہوتی تو از روی قاعدہ فصیح ہوتی **اقول** معلوم نہین وہ کونسا قاعدہ ہی جس کی رو سے یہ عبارت غیر فصیح ہوئی اور وہ کونسا قاعدہ ہے جس سے مطابق ہو کر یہ آپکے نزدیک فصیح ٹھہری کاش اگر آپ وہ قاعدہ بھی تحریر فرماتے تو ہم اسکی بہار بھی دکھادیتے واذ لیس فلیس اور جس قاعدے سے یہان آپنے بزعم خود عبارت قرآن کی اصلاح کی ہی وہ خود غلط الاغلاط انشا غلط ہی کیونکہ لفظ بعض لفظاً و معناً مفرد ہی پھر معلوم نہین کہ اسکے لیے آپنے قالوا صیغہ جمع کس قاعدے سے تجویز فرمایا اور صفحہ ۱۵ مین جو یہ لکھا ہی کہ علم عربی مین نہایت وسعت و بسطت ہی یعنی واحد کا صیغہ واحد کے لیے تثنیے کا صیغہ تثنیے کے لیے جمع کا صیغہ جمع کے لیے یہ سب موجود ہین اسکو یہان کیون فراموش کیا سچ ہی دروغگو را حافظہ نباشد **قولہ** اہل اسلام نے سورۃ الذاریات وَالذَّارِيَاتِ ذَرْوًا فَالْحَامِلَاتِ وِقْرًا فَالْجَارِيَاتِ يُسْرًا فَالْمُقَسِّمَاتِ أَمْرًا کو فصحاے عرب سے ایک کے روبرو پڑھا تو سورۃ الذاریات کے مقابلے مین والباذرات ذرعا فالحاصرات

حصرا فالذاریات قمحا فالطاحنات طحنا فالخابزات خبزا فالثاردات تردا فاللاقمات لقما
اھالتہ وسمنا ولقد فضلتم علی اھل الوبر وما سبقکم المدر۔ کو پڑھا الی قولہ ابوبکر یہ سنکے
انگشت تاسف وحیرت دانتون سے کاٹنے لگے اور تمام مسلمانون کے لب بند ہوگئے **اقول** قرآن شریف
کے مقابلے مین فصحاے عرب کے جو عجز و تواضع بالتواتر منقول ہین وہ سب اوپر مذکور ہوئے کہ وہ سب بمقابل آسکے
عاجز آگئے اور باوجود عربیت خالصہ و محنت شاقہ و مخالفت تامہ کے بھی کچھ نکر سکے پھر جو پادری صاحب یہ
مہمل عبارت قرآن شریف کی ہمثل آیتون کے مقابلے مین پیش کرتے ہین تو پہلے انکو اپنے منقول عنہ کا
نام لکھنا ضرور تھا کہ کس مورخ و محقق نے یہ قصہ لکھا ہو تاکہ اسکی تنقیح و تنقید کیجاتی خیر اب پادری صاحب کو
یہ بات سمجھائی جاتی ہو کہ یہ بالکل مفتری و مہمل ہے کیونکہ اس قصے مین آپ لکھتے ہین کہ ابوبکر رض یہ سنکر
انگشت بدندان ہوکے متاسف ہوے اور یہ آجکل کے مسلمانون کو البتہ نصیب ہے ورنہ اُس زمانے مین
اگر کوئی صاحب اسمین کچھ لب ہلاتے تو حضرت ابوبکر رض اُنکا ایسا لب بند کردیتے کہ پھر وہ کبھی لب ہلا سکتے
و ثانیاً یہ کلمات بالکل واہیات از قبیل مہملات ہین کیونکہ کسی مین اُنکے صلے غیر مربوط ہین اور کسی مین
اُنکے متعلقات غیر مضبوط اور کہین قسم ہے تو جواب مفقود اور جواب ہو تو قسم غیر موجود اور کہین ضمیر ہے
تو مرجع نہین اور مرجع ہو تو وہ اُسکا موقع نہین اور کہین ضمیر مخاطب ہے تو مرجع غائب اور مرجع متکلم ہو تو
ضمیر مخاطب اور پھر ان صنائع و بدائع کے سوا روح کلمات یعنی نفس مطلب کا کچھ پتہ ہی نہین لیس اسی
مہمل عبارت کو قرآن شریف کی ہمثل عبارت سے کیا علاقہ ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک ہمارے علماے مصنفین
و فضلاے محققین نے بے مثلیت قرآن مین جو تحقیق و افادہ فرمایا ہی پہلے آپ اُسکو ملاحظہ کرلیجیے تب معارضۂ
قرآن کا دم بھریے حضرت یہ ایسا مشکل کام ہو کہ عرب عربا بھی اسمین عاجز آئے اور لیس ھذا من کلام
البشر کے سوا کچھ نہ کہہ سکے ہیچ ہے پیش لب یار کہ جان پرور ست + ہر کہ زندہ دم ز مسیحا خبر ست +
قوله سورۃ البقرۃ رکوع ۱۷ سَیَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِیْ کَانُوْا
عَلَیْهَا کو جواب دیا یعنی اب کہینگے بیوقوف لوگ کاہے پر پھر گئے مسلمان لوگ اپنے قبلے سے جس پر
تھے یہ مقام غور و انصاف طلب ہے کہ یہود کی اطمینان کلی اس جواب سے ہوئی یا نہین **اقول** پادری صاحب

جب اپنے عیسائی مذہب کے اعتراضات کرتے کرتے تھک گئے تب یہودیون کے وکیل اپنے خیر سے یک ہو گئے — فرق نیست میان دو ابرو ست ✤ خوش مصرعی بمصرع دیگر رسیدہ ہست — ای حضرت پادری صاحب جن یہودیون کو ذرا بھی عقل و وقوف تھا وہ اسکے بعد کے جملے قُل لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ يَهْدِي مَن يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ کو سنکر دم بخود ہو گئے اور اُنکو اس سے اطمینان کلّی ہو گیا کہ قادر مطلق و فاعل مختار کو اختیار ہے جدھر چاہے اپنے بندون کو پھیر دے اور جبتک جدھر چاہے اُدھر نماز پڑھنے کا حکم فرمادے پس سولہ سترہ مہینے تک مشیت ایزدی اسی کی مقتضی رہی کہ لوگ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھین اور اُسکے بعد یہ حکم ناطق ہوا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ پس جو کہ سچے مسلمان و فرمانبردار تھے اسکو سُنتے ہی بلا رد و کد کعبے کی طرف پھر گئے اور جو آپکے مانند راہ ہدایت سے دور پڑے تھے وہ بھٹکتے پھرے کما قال اللہ تعالیٰ وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَن يَتَّبِعُ الرَّسُولَ مِمَّن يَنقَلِبُ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ ۚ وَإِن كَانَتْ لَكَبِيرَةً إِلَّا عَلَى الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ ۗ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ ۝

سورۂ بقرہ رکوع ۱۶ پارہ سیقول ۱۲

تمت وباسمك اللهم عممت

شد ختم بر حدیث تو آخر بیانِ ما
باشد نگین نامِ تو مُہرِ دہانِ ما

کتبہ ابو محمد عبد اللہ غفر لہ
۱۳ - رجب سنہ ۱۳۰۹ مقام کلکتہ

خاتمۃ الطبع

بعون اللہ المنان یہ رسالۂ ہدایت مقالہ موسومہ بہ البیان لفصاحۃ القرآن ماہ صفر سنہ ۱۳۱۰ ہجری مقدسہ کو مطبع انتظامی واقع کانپور کوٹھی شیخ ولایت علی مرحوم مین انتظام نیاز مند بارگاہ رب صمد محمد عبد الواحد سے بحلیۂ طبع آراستہ ہوا